زندگی، نیند، بے ہوشی، موت

از

ابو شہریار

www.islamic-belief.net

2020,2021

فہرست

پیش لفظ
قرآن میں الروح اور روح کا ذکر
الروح امر الوحی کے طور پر
الروح القدس – جبریل امین علیہ السلام
تخلیق آدم و روح اول
عہد الست کا ذکر
روح ہر بنی آدم میں ہے
عیسیٰ ابن مریم کی روح کا آنا
توفی کے مختلف درجات
نیند کی حالت
دو نفس ایک جسم ؟
بعض روایات کے الفاظ میں اختلاف
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت
اِبِی قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ کی روایت
بے ہوشی کی حالت
تقابل نیند و موت و فرقوں کے اقوال
موت پر روح کا جسم سے اخراج
روح کی عالم بالا میں واپسی کا سفر
مردہ میت کا کلام کرنا
بعض متکلمین کا گمراہ نظریہ
روح عرض ہے یا جوہر ہے ؟
حواشی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

اس کتاب میں مختصرا زندگی کی ابتداء ، نیند ، بے ہوشی و موت پر آیات قرانی کی روشنی میں بات کی گئی ہے- کتاب کا مقصد قرانی آیا ت کو یکجا کرنا ہے - ہر انسان کو معلوم ہے زندگی کیا ہے ، نیند کیا ہے- ہم میں سے بعض کبھی بے ہوش بھی ہوئے ہوں گے

لیکن قرآن میں ان سب پر توفی کا لفظ وارد ہوا ہے جس کا مطلب جکڑ لینا ، بھینچ لینا یا مٹھی میں لینا ہے عرف عام میں اس کو قبض کرنا کہا جاتا ہے –

اس کتاب میں روح اور الروح کے فرق کو واضح کیا گیا ہے

روح القدس یعنی جبریل کا ذکر ہے

توفی کے مختلف مدارج پر بات کی گئی ہے

ابو شہریار

۲۰۲۰

قرآن میں الروح اور روح کا ذکر

قرآن میں الروح کا ذکر امر نبوت کے لئے استعمال ہوا ہے ۔الروح کا لفظ جبریل امین کے لئے آیا ہے اور روح کا لفظ تمام بنی آدم کے نفس کے لئے بھی آیا ہے ۔ یعنی روح ہر بنی آدم میں ہے لیکن ان میں بعض خاص افراد پر الروح نازل ہوتے ہیں

الروح امر الوحی کے طور پر

سورۃ النحل ۲ میں الروح کا ذکر ہے کہ یہ الوحی ہے

يُنَزِّلُ الْمَلَآئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ

وہ اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے فرشتوں کو روح (یا امر) دے کر بھیج دیتا ہے یہ کہ خبردار کردو کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پس مجھ سے ڈرتے رہو۔

سورۃ غافر ۱۵ میں الروح کا ذکر ہے کہ یہ الوحی ہے

رَفِيْعُ الـدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِۚ يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ

وہ اونچے درجوں والا عرش کا مالک ہے، اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے روح اپنے حکم سے ڈالتا ہے تاکہ وہ ملاقات (قیامت) کے دن سے ڈرائے۔

سورۃ الشوری ۵۲ میں الروح کا ذکر ہے کہ یہ الوحی ہے

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

ہم نے اپنے حکم سے ایک روح (امر رسالت) تمہاری طرف وحی کی ہے ۔ تمہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے، مگر اِس روح (اللہ کی الوحی) کو ہم نے ایک روشنی بنا دیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں یقیناً تم سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر رہے ہو۔

ان سب میں روح کو امر یا حکم یا الوحی کے مترادف بیان کیا گیا ہے۔

قرآن سورہ بنی اسرائیل میں روح کا لفظ امر الوحی کے ذکر کے طور پر بھی آیا ہے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

اور یہ الروح پر سوال کرتے ہیں ۔ کہو الروح میرے رب کے امر میں ہے اور تم لوگوں کو قلیل علم دیا گیا ہے۔

اس آیت میں امر الوحی کا ذکر ہے لہذا الروح کو الف لام لگا کر خاص کیا گیا ہے۔ یہ آیت انسانی روح سے متعلق نہیں ہے۔

الروح القدس ۔ جبریل امین علیہ السلام

قرآن میں ایک اور مفہوم میں بھی روح کا لفظ ہے ۔ یہ الروح اس سے الگ ہے جس کا ذکر الوحی کے حوالے سے قرآن میں ہے۔ تمام عالم فرشتوں سے بھرا ہے۔ ہمارے ساتھ کراما کاتبین ہیں اور جتنے

انسان ہیں اتنے ہی فرشتے یا اس سے زائد اس عالم ارضی میں ہوئے۔یہ سب اللہ کے حکم پر عمل کر رہے ہیں اور آسمان پر چڑھتے اترتے ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ جس فرشتے کو اہمیت ہے وہ جبریل ہیں جو الوحی پر مقرر تھے یا کوئی ایسا خاص حکم جو غیر نبی کو کیا جائے- اس لئے ان کو خاص کرنے کے لئے روح القدس کہا جاتا ہے۔

یہودی روح القدس کو روح - ہا- قدوس کہتے ہیں اور اس سے مراد کبھی اللہ تعالی اور کبھی الوحی کا آنا لیتے ہیں

Ruach Ha-Kodesh or *Ruac Haqodesh*

اس کے علاوہ توریت میں یاھوی کی روح کے زمین پر پھرتے رہنے کا بھی ذکر ہے جس کو روح یاھوی یا ایلوھم کہا جاتا ہے

Ruach Elohim

بھی کہا جاتا ہے جو اللہ تعالی ہی سمجھا جاتا ہے- یاھوی یا ایلوھم عبرانی میں اللہ تعالی کے لئے مستعمل الفاظ ہیں جن کا متبادل عربی میں اللہ یا رب ہے – اس کا ترجمہ انگریزی میں اسپرٹ آف گاڈ سے کیا جاتا ہے - توریت کتاب پیدائش کی باب اول کی دوسری آیت ہے

The earth was formless and empty, and darkness covered the deep waters.

And the Spirit of God was hovering over the surface of the waters.

ارض بلا صورت و ہیت خالی تھی اور ظلمت گہرے الماء پر چھائی ہوئی تھی

اور ایلوھم کی روح ، الماء کے اوپر معلق و متحرك تھی

زبور کتاب ۵۱ آیت ۱۱ میں روح القدس کا لفظ ہے کہ داود علیہ السلام دعا کرتے تھے

Cast me not away from your presence, and take not your Holy Spirit from me.

Psa. 51:11

اے رب ! اپنی جناب سے دور نہ کیجیے گا اور روح قدوس کو واپس مت لیں

قرآن میں واضح کیا گیا ہے یہ تصور و عقیدہ غلط ہے کہ اللہ تعالی کو روح کہا جا سکتا ہے بلکہ یہ تو فرشتہ جبریل کا نام ہے -

روح القدس کو گریک یا یونانی زبان میں ناموس بھی کہا جاتا ہے۔ ناموس

(Nomos)

یونانی لفظ ہے جو نیک روح کا ترجمہ ہے اور عربی لغت مختار الصحاح کے مطابق عرب اہل کتاب اس کو روح القدس کے لئے بولتے ہیں - اس سے مراد جبریل ہیں- آغاز الوحی والی روایت میں یہ لفظ ورقہ بن نوفل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بولا تھا کہ تم پر ناموس آیا ہے - نواسی بار (٨٩) ناموس کا لفظ عہد نامہ جدید میں پاول کے خطوط میں آیا ہے -

اب قرآن کو دیکھتے ہیں اس میں بھی یہی مفہوم ہے کہ روح القدس فرشتہ ہے جو الوحی لاتا ہے اور قرآن کہتا ہے یہ جبریل ہیں- قرآن مین سورہ بقرہ میں اس کی وضاحت کی گئ

قل من كان عدوا لجبريل فإنه نزله على قلبك بإذن الله

کہو جو جبریل کا دشمن ہو (وہ سن لے) کہ یہ جبریل ہیں جو قلب محمد پر اس کو بحکم الہی نازل کر رہے ہیں

یعنی جبریل جب الوحی یا حکم لے کر جائیں تو اس وقت وہ روح القدس کہلاتے ہیں

سورۃ النحل ۱۰۲ میں ہے

قُلْ نَزَّلَہ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

اِن سے کہو کہ اِسے تو روح القدس نے ٹھیک میرے رب کی طرف سے (بتدریج) نازل کیا ہے تاکہ ایمان لانے والوں کو ایمان کو پختہ کرے اور فرماں برداروں کو زندگی کے معاملات میں سیدھی راہ بتائے اور انہیں فلاح و سعادت کی خوش خبری دے۔

یہی الروح جبریل ہیں جو عیسیٰ پر بھی نازل ہوئے۔ سورۃ البقرۃ ۸۷ میں ہے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۖ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَاَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۗ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد بھی پے در پے رسول بھیجتے رہے، اور ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو نشانیاں دیں اور روح القدس سے اس کی تائید کی، کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ حکم لایا جسے تمہارے دل نہیں چاہتے تھے تو تم اکڑ بیٹھے، پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کیا۔

جبریل علیہ السلام کو الروح الامین بھی کہا جاتا ہے - سورۃ الشعراء ۱۹۳ میں ہے

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ

اس کو الروح الامین نے نازل کیا ہے

لیلہ القدر میں بھی جبریل کا حکم کے ساتھ نزول ہوتا ہے۔ سورۃ القدر میں ہے

تَنَزَّلُ الْمَلَآئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ

اس میں فرشتے اور الروح (جبریل) نازل ہوتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر۔

روح کا چوتھا مفہوم

غیر نبی مریم علیہ السلام پر بھی فرشتہ آیا۔ سورۃ مریم میں ہے

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۚ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

اور لوگوں کی طرف پردہ ڈال دیا تو ہم نے اپنی روح کو بھیجا جو ان کے سامنے ایک آدمی بن کر پیش ہوا

یہ فرشتہ بشر کی صورت حاضر ہوا - یہاں روح اللہ کا کلام نہیں ہے ورنہ یہ نصرانی عقیدہ ہو جائے گا کہ اللہ کا کلام عیسیٰ کی صورت بن گیا لہٰذا روح سے مراد فرشتہ ہے نہ کہ امر۔

اسی روح کے مسئلہ کو نہ سمجھ پانے کی وجہ سے نصرانی عقیدہ ہے کہ اللہ کا کلام (لوگوس) غیر مخلوق ہے وہ امر تھا جو روح القدس تھا مجسم ہوا اور روح بن کر مریم کے بطن میں اتر گیا اس بنا پر ان کا کفریہ عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ اللہ، باپ،بیٹا اور روح القدس ہیں۔

سورہ البقرہ ۸۷ میں ہے کہ

وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو بینات دیں اور ان کی مدد روح القدس سے کی

اس طرح خبر دی گئی کہ عیسیٰ اور روح القدس ایک نہیں ہیں - صحیح مسلم میں ہے کہ روح القدس نے ایک صحابی حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی آمد شعر میں مدد کی تاکہ مشرکوں کی ھجو کا جواب دیا جاسکے

حدثنا عمرو الناقد وإسحق بن إبراهيم وابن أبي عمر كلهم عن سفيان قال عمرو حدثنا سفيان بن

عيينة عن الزهري عن سعيد عن أبي هريرة أن عمر مر بحسان وهو ينشد الشعر في المسجد فلحظ إليه فقال قد كنت أنشد وفيه من هو خير منك ثم التفت إلى أبي هريرة فقال أنشدك الله أسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول أجب عني اللهم أيده بروح القدس قال اللهم نعم

ابو ہریرہ نے ذکر کیاکہ عمر رضی اللہ عنہ حسان بن ثابت پر سے گذرے جو مسجد میں (نعت النبی میں) شعر پڑھ رہے تھے ، پس عمر ان سے اس پر بات کرنے لگے – حسان نے کہا میں نے شعر پڑھا ہے (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے) اور وہ آپ سے بہتر تھے ، پھر حسان ، ابو ہریرہ کی طرف متوجہ ہوئے کہا آپ گواہی دیں کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ انہوں نے دعا کی کہ یا اللہ اس (حسان) کی روح القدس سے مدد کر- ابو ہریرہ نے کہا ہاں ایسا ہے

لب لباب ہوا کہ روح کا لفظ چار مفاہیم میں آتا ہے

اول روح بطور انسانی روح

دوم بطور اللہ کا امر جو انبیاء پر آیا

سوم روح بطور روح القدس جو جبریل علیہ السلام ہیں

چہارم روح بطور فرشتہ جو مریم علیہ السلام تک آیا

تخلیق آدم و روح اول

اللہ تعالی نے تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل تمام انسانوں کی ارواح کو تخلیق کیا — اور اس وقت یہ ارواح تمام شعور رکھتی تھیں — دوسری طرف مٹی تھی ، جس میں کوئی جان نہیں تھی، اس سے آدم کا پتلا بنایا جا رہا تھا — آدم ایک بے جان صورت خلق ہو رہے تھے — ابھی ان میں نہ تو زندگی تھی، نہ کوئی حرکت تھی، نہ دل دھڑکتا تھا، نہ سانس تھی (دیکھئے حواشی ا) — پھر (بمطابق سورہ الحجر) اللہ تعالی نے فرشتوں کو حکم دیا

فَأَذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ

جب میں اس (پتلے) کو متناسب کر دوں اور اس میں اپنی روح پھونکوں تم سجدے میں گر جانا

پتلا یا جسد آدم بے جان حالت میں تھا اور ملائکہ اس لمحہ کا انتظار کر رہے تھے جب نسمہ یا روح آدم میں داخل ہو — جیسے ہی روح آدم میں داخل ہوئی آدم کا پتلا سانس لینے لگا وہ پتلا ایک متنفس بن گیا
اس سانس کو لینا تھا کہ تمام آسمان کے فرشتے آدم کے لئے سجدہ میں گر گئے
اس طرح تخلیق انسانی کا آغاز ہوا۔ اب آدم میں جانے والی روح کو نفس بھی کہا جا سکتا تھا کیونکہ اس سے عمل تنفس جاری ہوا ۔ روح کے اس طرح تین نام ابراہیمی ادیان میں ہیں

روح - نسمہ - نفس

نسمہ یعنی جو ہوا کی مانند ہو ۔ نفس یعنی جس سے سانس کا عمل جاری ہو۔ نفس اور روح ایک ہی چیز ہے — فرق صرف مذکر، مونث کا ہے۔ روح عربی میں مذکر ہے اور نفس مونث ہے۔ سورہ الشّمس میں ہے

و نفس وما سواها

قسم ہے نفس کی اور اس کی جس کو متناسب کیا

یہاں متناسب میں جسم کا لفظ محذوف ہے لیکن اس سے مراد روح کو تناسب دینا نہیں ہے کیونکہ روح کو نفخ کیا جاتا ہے یعنی پھونکا جاتا ہے

نسمہ عربی میں مونث ہے – یہ بھی روح کے لئے استعمال ہوتا ہے- تینوں اصلا عبرانی کے الفاظ ہیں -

ایک نکتہ ہے کہ اللہ تعالی نے کہا فرشتوں سے

فإذا سويته ونفخت فيه من روحي

پس جب میں اس کو شکل دوں اور اس میں اپنی روح پھونکوں

جسد میں جاتے ہی اس روح کو نفس بھی کہا جاتا ہے یہ اضافی ہے کیونکہ اب اس روح سے تنفس ہے یعنی جسد کا سانس لینا ممکن ہوا ہے - جیسے ہی روح نکلے گی تنفس ختم ہو جائے گا نفس کا لفظ مفہوم کھو دے گا- روح ہوا یا نسمہ کی مانند شکل لے لے گی جس کو دیکھا نہ جا سکے گا-

نسمہ کا لفظ احادیث میں وارد ہوا ہے - انسانوں کی ارواح عالم بالا میں ابھی بھی ایک ساتھ ہیں حدیث میں ہے صحيح البخاري بَابٌ: الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ

الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ

روحیں لشکروں کی طرح ہیں جہاں ایک دوسری کو پہچانتی ہیں جس سے التفات کریں اس سے ان کا (زمین پر) تعارف باقی رہتا ہے اور جس سے التفات نہ کریں ان سے (زمین پر) دور ہو جاتی ہیں

اس طرح یہ ارواح کا لشکر کوئی جامد لشکر نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے پر سے گزرتی ہیں اور معلوم ہوا

کہ ان ارواح میں شعور ہے – اس کے برعکس جن جسموں میں یہ جاتی ہیں وہ بے شعور ہوتے ہیں اور روح نکلنے کی صورت اسی حالت پر لوٹ جاتے ہیں

اس لشکرارواح میں سے پیدا ہونے والی روحوں کو لیا جاتا ہے اور یہ اس لشکر سے مکمل جدا ہو کر سات آسمان نیچے زمین پر رحم مادر میں لے آئی جاتی ہیں

عہد الست کا ذکر

سورت الاعراف ۱۷۲ - ۱۷۴ میں ہے

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚشَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ

اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پُشتوں سے ان کی نسلوں کو نکالا اور ان سے ان کے نفوس پر گواہ کر کے پوچھا : کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں ، ہم گواہ ہیں، (یوں نہ ہو کہ کہیں قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی۔

اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ

یا کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے، کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو گمراہوں نے کیا۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

اور اسی طرح ہم کھول کر آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ لوٹ آئیں۔

بعض روایات میں ہے کہ یہ عہد الست میدان عرفات میں ہوا لیکن اس کی سند مجروح ہے

۲۴۵۵ – حدثنا حسين بن محمد حدثنا جَرير، يعني ابن حازم، عن كلثوم بن جَبْر عن سعيد بن جُبير عن ابن عباس عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: "أخذ الله الميثاقَ من ظهرآدم بنَعْمَان، يعني عرفة، فأخرج من صلبه كل ذرية ذَرَأها، فنثرهم بين يديه كالذَّرّ، ثم كلمهم قبلاً {أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ (١٧٢) أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ (۱۷۳)} .

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میثاق لیا نعمان نامی جگہ پر یعنی میدان عرفات میں تو آدم علیہ السلام کی پشت سے انکی تمام نسل کو نکالا اور آدم علیہ السلام کے آگے چیونٹیوں کی مانند بھیلا دیا پھر ان سے کلام کیا الست بربکم قالوا

یہ روایت مضطرب ہے کیونکہ نعمان اور عرفات دو الگ مقام ہیں۔ سندا بھی ضعیف ہے اس میں کلثوم بن جبر ہے اور نسائی نے اس کو غیر قوی کہا ہے اور اس کی خاص اس روایت کو غیر محفوظ کہا گیا ہے سند صحیح نہیں ہے پھر نعمان عرفات کی وادی بھی نہیں ہے یہ طائف کی وادی ہے
عرفات ایک میدان ہے مکہ کے جنوب مشرق میں اور وادی نعمان ہو إحد إکبر إودية المملكة العربية السعودية، يقع في الجهة الشمالية الشرقية لمكة المكرمة وادی نعمان مکہ کے شمال مشرق میں ہے

روح ہر بنی آدم میں ہے

انسانی زندگی شروع ہوئی اور اب اولاد آدم کی باری تھی ۔ آدم علیہ السلام کے جسم سے نطفہ نکلا اور حوا علیہ السلام کے رحم میں گیا ۔ وہاں یہ نطفہ بلا روح تھا ۔ اس میں زندگی ایک جرثومہ والی تھی لیکن روح نہیں تھی۔ حدیث میں اس کی تفصیل ہے کہ رحم مادر میں ٦ ہفتوں میں (٤٢ دن بعد) منی کی آمد کے بعد دل دھڑکنا شروع ہوتا ہے
حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے جب نطفے پر ٤٢ راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتے کو بھیجتاہے جو اس کی صورت،کان،آنکھ کھال، گوشت اور ہڈیاں بناتا ہے پھر عرض کرتاہے اے رب یہ مرد ہے یا عورت ؟ پھر جو مرضی الٰہی ہوتی ہے وہ حکم ہوتا ہے ۔ فرشتہ لکھ دیتاہے، پھر عرض کرتاہے ، اے رب اس کی عمر کیاہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ جو چاہتاہے حکم فرماتا ہے اورفرشتہ وہ لکھ دیتا ہے پھر عرض کرتاہے کہ اے رب اس کی روزی کیا ہے ؟ پروردگار جو چاہتاہے وہ حکم فرما دیتا ہے اورفرشتہ لکھ دیتاہے ۔ پھر فرشتہ وہ کتاب اپنے ہاتھ میں لے کر باہر نکلتاہے جس میں کسی بات کی نہ کمی ہوتی ہے اورنہ زیادتی "

(صحیح مسلم باب القدر)

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے رحم مادر پر ایک فرشتہ مقرر فرما رکھا ہے۔ وہ یہ عرض کرتا رہتا ہے اے میرے (رب ابھی تک) یہ نطفہ (کے مرحلہ میں) ہے۔ اے میرے رب (اب) یہ علقہ (یعنی جمے ہوئے خون کے مرحلہ میں) ہے۔ اے میرے رب (اب) یہ مضغہ (یعنی گوشت کے لوتھڑے کے مرحلے میں) ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس کی خلقت کو پورا کرنے کا ارادہ (ظاہر) کرتے ہیں تو فرشتہ پوچھتا ہے اے میرے رب (اس کے متعلق کیا حکم ہے) یہ مرد ہو گا یا عورت، بدبخت ہوگا یا نیک بخت، اس کا رزق کتنا ہوگا اور اس کی عمر کتنی ہوگی۔ تو ماں کے پیٹ میں ہی وہ فرشتہ یہ سب باتیں ویسے ہی لکھ دیتا ہے۔ جیسا اسے حکم دیا جاتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ہر بچہ اپنا رزق اور عمر لے کر پیدا ہو تا ہے ۔

مضغہ کی حالت (لغوی مفہوم چبایا ہوا مادہ) کے بعد ہی رحم مادر میں دل دھڑکتا ہے – گویا یہ اب ایک بت بن چکا ہوتا ہے جس میں روح اتی ہے – سائنس کے مطابق دھڑکن کو آٹھویں ہفتے سے سنا جا سکتا ہے - بیالیس دن بعد فرشتہ کا آنا اور اسی پر دل کی دھڑکن کا سنا جانا ایک بات ہے اس طرح حدیث اور سائنس ایک ہی بات کہتے ہیں

اس طرح اولاد آدم میں چلا آ رہا ہے کہ ۴۲ دن بعد روح پتلے میں آتی ہے، سائنس کہتی ہے کہ انسانی دل پھر دھڑکتا ہے (دیکھئے حواشی ۲)

روح انسانی جسم میں اب موت تک رہتی ہے اس سے نکل نہیں سکتی –اس کو نکالنا بھی فرشتوں کا عمل ہے جس طرح اس کو جسم میں ڈالنا فرشتوں کا عمل تھا

عیسیٰ ابن مریم کی روح کا آنا

قرآن میں روح کا لفظ نفس کے مترادف کے طور پر آیا ہے اور یہ معنی بہت مشہور ہے

فرشتہ مریم علیہ السلام کے پاس آیا ان کے سامنے ایک بشر کی صورت ظاہر ہوا مریم نے اللہ کی پناہ مانگی۔

فرشتے نے خبر دی کہ وہ اللہ کا فرشتہ ہے ان کو بیٹا دینے آیا ہے اور اس نے اللہ کے حکم سے روح عیسیٰ ان کے بطن میں پھونک دی

فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا

ہم نے اس میں اپنی روحوں میں سے ایک روح پھونک دی

سورة التحریم ۱۲ میں ہے

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ

اور مریم عمران کی بیٹی (کی مثال بیان کرتا ہے) جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں کو اور اس کی کتابوں کو سچ جانا اور وہ عبادت کرنے والوں میں سے تھی۔

توفی کے مختلف درجات

نیند کی حالت

سورہ الزمر میں ہے

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنامِها فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرى أَلى أَجَلٍ مُسَمًّى

اللہ پورا قبضے میں لیتا ہے نفس کو موت کے وقت اور جو نہیں مرا اس کا نفس نیند کے وقت پس پکڑ کے رکھتا ہے اس نفس کو جس پر موت کا حکم لگاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے دوسروں کو ایک وقت مقرر تک کے لئے

یہاں آیت میں یرسل کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے بھیجنا یا چھوڑنا - بخاری کی آغاز وحی والی روایت کے الفاظ ہیں

فأخذني فغطني حتى بلغ مني الجهد ثم أرسلني فقال اقرأ قلت ما أنا بقارىء

پس اس (فرشتے) نے مجھے پکڑا اور بھینچا یہاں تک کہ میری بسا ط تک اور پھر چھوڑ دیا پھر کہا پڑھو میں نے کہا میں قاری نہیں

اسی طرح قرآن میں ہے

يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِدْرَارًا

آسمان کو تم پر برستا چھوڑ دے گا

عربی میں بال کھولنے کو بھی رسل کہا جاتا ہے کہ بالوں کو چھوڑ دے – شرح مشکل الآثار میں امام إبو جعفر الطحاوی (التوفی: 321ھ) ایک روایت پر بحث میں لکھتے ہیں

وَأَنْ يُرْسِلَ شَعْرَهُ حِينَ يَسْجُدُ بِسُجُودِهِ

اور بالوں کو چھوڑ دے جب سجدہ کرے

توفی کا مطلب کھینچنا نہیں - کھینچنے کے لئے عربی میں سحب کا لفظ ہے - بعض حضرات نے اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ کا ترجمہ کیا ہے کہ اللہ روحوں کو کھینچ لیتا ہے اور اس طرح حالت نیند کے لئے بھی یہی ترجمہ کیا ہے جو سیاق و سباق کے نہ صرف خلاف ہے بلکہ اس سے قرآن کی دو موتوں والی آیت بھی متصادم ہے

عربی لغت المعجم الوسیط کے مطابق (أمسك) بالشَّيْء مسك وَعَن الطَّعَام وَنَحْوه كف عَنهُ وَامْتنع وَعَن الْإِنْفَاق اشْتَدَّ بخله وَالشَّيْء بِيَدِهِ قبض عَلَيْهِ بهَا وَالشَّيْء على نَفسه حَبسه أمسك کا لفظ کسی چیز کے ساتھ آئے تو مفہوم روکنا ہوتا ہے - اگر یہ لفظ کھانے کے ساتھ آئے تو مفہوم کھانا کھانے سے رکنا ہے اگر یہ لفظ انفاق کے ساتھ آئے تو مفہوم بخل ہوتا ہے اگر ہاتھ میں کسی چیز کے لئے آئے تو مفہوم قبض کرنا ہوتا ہے اور اس کو قید کرنا ہوتا ہے

قرآن میں توفی (جکڑ لینا) کا لفظ نیند پر بھی بولا گیا ہے کہ اس میں قبض نفس ہوتا ہے — ساتھ ہی ہم کو معلوم ہے کہ نیند میں انسان سانس لیتا ہے ، بڑبڑاتا ہے ، اس کو پسینہ بھی اتا ہے — زندہ ہوتا ہے یعنی یہ عمل قبض وہ نہیں ہے جو عمل قبض موت پر ہوتا ہے-

سورہ الانعام میں آیات ٦٠ تا ٦١ میں ہے

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَى أَجَلٌ مُسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ( ) وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّى إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ

اور وہی تو ہے جو رات میں تم کو قبض کرتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس سے خبر رکھتا ہے پھر تمہیں دن کو اٹھا دیتا ہے تاکہ معین مدت پوری کردی جائے پھر تم کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہ تم کو تمہارے عمل جو کرتے ہو بتائے گا — اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگہبان مقرر کئے رکھتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے قبض کرلیتے

ہیں اور کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے

آیات پر غور کرنے سے سمجھا جا سکتا ہے کہ نیند میں قبض نفس جسم میں ہی ہوتا ہے اور روح کو جسم سے الگ نہیں کیا جاتا – جبکہ موت کے عمل میں روح کو جسم سے الگ کیا جاتا ہے تاکہ اسی پتلے والی حالت پر لوٹایا جائے جو آدم کی تھی – اسی بنا پر موت کے بعد جسم مٹی ہو جاتا ہے اور نیند کے بعد ایسا نہیں ہوتا – نیند میں شعور رہتا ہے لیکن تحت شعور محدود ہو جاتا ہے – اسی شعور کی وجہ سے شور پر نیند والا بیدار ہو جاتا ہے

قرآن میں رفع عیسیٰ کا ذکر ہے

أَذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى أَنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ أَلَيَّ

اور جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ میں تم کو قبض کروں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا

اللہ تعالی نے خبر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو قبضہ میں لیا گیا اس کو بلند کیا گیا – بعض مفسرین نے کہا کہ اس حالت میں ان پر تین ساعتوں کے لئے نیند طاری کی گئی

جو لوگ وفات عیسیٰ کے قائل ہیں انہوں نے اسی توفی کے لفظ کو موت کی طرف راجح کیا جو سراسر غلط ہے کیونکہ جیسا واضح کیا توفی کا مطلب محض پکڑنا ہے یا قبضہ یا مٹھی میں لینا ہے ، موت اس کا مجازی مطلب ہے اصل مطلب نہیں ہے

دو نفس ایک جسم ؟

بعض لوگوں نے نیند میں خواب کو روح یا نفس کی پرواز قرار دیا ہے - نیند میں روح کے جسم سے نکلنے کے قائلین میں ہیں امام ابن تیمیہ ، ابن قیم ، عبد الرحمان کیلانی وغیرہ- یہ لوگ انسانی جسم میں دو روحوں کے قائل ہیں - ان لوگوں کے مطابق ایک روح بالا ہے جو نیند کے وقت نکلتی ہے ، آسمان میں جاتی ہے ، مردہ لوگوں سے کلام کرتی ہے اور پھر واپس جسم میں آ جاتی ہے – دوسری روح ان کے مطابق نفس زیریں ہے جو جسم میں ہی رہتی ہے اور موت پر نکلتی ہے (حواشی ۳) – دو نفس کے تصور و عقیدہ کو بہت سے علماء و متکلمین رد کرتے ہیں وہ ایک ہی روح یا نفس کے قائل ہیں کیونکہ قرآن میں ایک ہی نفس ہے جس کو موت اور نیند پر قبض کیا جا رہا ہے – زمخشری تفسیر کشاف میں اس کا ذکر کرتے ہیں

والصحيح ما ذكرت أوّلا، لأنّ الله عز وعلا علق التوفي والموت والمنام جميعا بالأنفس

اِور صحیح وہ ہے جس کا میں نے پہلے ذکر کیا کہ اللہ تعالی نے قبض ، موت، نیند سب کا اطلاق ایک ہی نفس پر کیا ہے

یہودی تصوف کی کتاب ظوہر میں نیند میں نفس کے جسم سے نکلنے اور دو نفسوں کا ذکر ہے

Zohar I:831-b

[too]. But come and behold: The Nefesh of the son of a man (i.e., human being) goes out from him and rises upwards when he goes to bed. And if thou sayest that they all rise upwards, [know that] not each and every one sees the Countenance of the King. Yet the Nefesh rises, and leaves behind a particle of it in the presence of the body (Guf); one impression for minimum life of the heart. And the Nefesh leaves (wanders around) and seeks to rise. And there are many levels to rise. It drifts about and it meets in them bright essences of impurity (qlippot). If it is pure and has not been defiled during the day, then it rises upward. But if it is not pure then it is defiled among them and becomes attached to them, and rises no further. And there are made known to it promises. And there it becomes attached to those

خبردار نفس انسانی اس سے (نیند میں) نکلتا ہے اور بلند ہوتا ہے جب وہ اپنے بستر میں جاتا ہے - اور اگر تم سوال کرو کہ کیا سب آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں ؟ تو ایسا نہیں ہے کہ تمام الملک کا وجھ (اللہ تعالی) کو دیکھ سکیں (یعنی سارے نفس جسم چھوڑ کر عرش تک نہیں جا پاتے) - نفس بلند ہوتا ہے اور اپنے پیچھے جسم انسانی (غف) میں ایک ذرہ سا چھوڑ جاتا ہے ، یہ کم از کم زندگی دل میں ہوتی ہے اور نفس جسم کو چھوڑتا ہے اور سرگرداں پھرتا ہے اور بلند ہونا چاہتا ہے اور بلندی تک کئی مدارج ہیں - نفس اگر دن میں نجاست سے (یعنی گناہ سے) کثیف نہیں ہوا تو ہی بلند ہو پاتا ہے لیکن اگر نفس پاک ہے اگر دن میں کثیف نہ ہوا تھا تو یہ بلند ہو جاتا ہے - اگر نفس کثیف ہو چکا ہے تو وہ جسم سے ہی جڑا رہتا ہے اور پھر بلند نہیں ہوتا

یہود کو یہ تصور مصریوں سے ملا تھا کہ انسانی روح و نفس دو الگ چیزیں ہیں –اور ایک نفس جسم سے نکلتا ہے تو اس کا ایک حصہ جسم میں رہتا ہے – جو نفس نکلتا ہے وہ جو جو دیکھتا ہے وہ خواب ہوتا ہے – یہودی تصوف قبالہ میں اسی فلسفہ کی بنیاد پر شجر حیات

Tree of Life

کا زائچہ بنایا جاتا ہے جس کا ذکر جادو پر یہودی کتب میں موجود ہے

عراق کے مسلمان راویوں نے بھی یہ فلسفہ بیان کیا ہے جو بابل کے یہود کا اثر معلوم ہوتا ہے اور ان روایات پس تفصیلی کلام راقم کی پچھلی کتاب الرویا میں ہے

بعض روایات کے الفاظ میں اختلاف

بعض احادیث میں راویوں نے روایت بالمعنی کی ہے جس کی وجہ سے قرآن کا سادہ مفہوم گنجلک ہو جاتا ہے –

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

سنن ترمذی میں ضعیف سند سے وَرَدَّ عَلَيَّ رُوحِی ، روح جسم میں لوٹا دی کے الفاظ ہیں

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ عَنْ فِرَاشِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ [ص:473] إِزَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ بَعْدُ، فَإِذَا اضْطَجَعَ فَلْيَقُلْ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَلْيَقُلْ: الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي فِي جَسَدِي، وَرَدَّ عَلَيَّ رُوحِي وَأَذِنَ لِي بِذِكْرِهِ " وَفِي البَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَعَائِشَةَ،: " وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا الحَدِيثَ وَقَالَ: فَلْيَنْفُضْهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی تم میں سے اپنے بستر پر سے اٹھ جائے پھر لوٹ کر اس پر (لیٹنے، بیٹھنے) لے تو اسے چاہیئے کہ اپنے ازار (تہبند، لنگی) کے (پلو) کو نے اور کنارے سے تین بار بستر کو جھاڑ دے، اس لیے کہ اسے کچھ پتہ نہیں کہ اس کے اٹھ کر جانے کے بعد وہاں کون سی چیز لہ کر بیٹھی یا چھپی ہے، پھر جب لیٹے تو کہے: «باسمک ربی وضعت جنبی وبک إرفعه فإن إمسکت نفسی فارحمها وإن إرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين» ”اے میرے رب! میں تیرا نام لے کر (اپنے بستر پر) اپنے پہلو کو ڈال رہا ہوں یعنی سونے جا رہا ہوں، اور تیرا ہی نام لے کر میں اسے اٹھاوں گا بھی، پھر اگر تو میری جان کو (سونے ہی کی حالت میں) روک لیتا ہے (یعنی مجھے موت دے دیتا ہے) تو میری جان پر رحم فرما، اور اگر تو سونے دیتا ہے تو اس کی ویسی ہی حفاظت فرما جیسی کہ تو اپنے نیک و صالح بندوں کی حفاظت کرتا ہے“، پھر نیند سے بیدار ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ کہے: «الحمد لله الذی عافانی فی جسدی ورد علی روحی وإذن لی بذكره» ”تمام تعریفیں اس

اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے بدن کو صحت مند رکھا، اور میری روح مجھ پر لوٹا دی اور مجھے اپنی یاد کی اجازت (اور توفیق) دی

اس متن کو بہت سے راویوں نے روایت کیا ہے لیکن الفاظ فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَلْيَقُلْ: الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي فِي جَسَدِي، وَرَدَّ عَلَيَّ رُوحِي صرف اس سند سے معلوم ہیں- سندا یہ صرف ابْنِ عَجْلَانَ نے بولا ہے -

امام مالک کا کہنا ہے ابْنِ عَجْلَانَ تو حکومت کا بیرو کریٹ تھا اس کو حدیث کا اتا پتا نہیں ہے

محمد بن عجلان مدلس ہے

اِبی حاتم : انہ کان یدلس ابی حاتم نے کہا یہ تدلیس کرتا ہے

ابن حبان نے وصفہ ابن حبان بالتدلیس - ابن عجلان کو تدلیس سے متصف کیا ہے

بحواله

تعريف اهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس از ابن حجر العسقلاني (المتوفى: 852ھ)

جامع التحصيل في أحكام المراسيل از العلائي (المتوفى: 761ھ)

ترمذی کی سند : سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

نسائی عمل یوم و لیلہ کی سند : سُفْيَان عَن ابْن عجلَان عَن المَقْبُرِي عَن أبي هُرَيْرَة

سنن الکبری نسائی کی سند : سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

اس متن کے ہر طرق میں عنعنہ ہے لہذا ضعیف ہے

اِبِی قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ کی روایت

اِبِی قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ، وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِينَ شَاءَ

بے شک اللہ تمہاری روحوں کو قبض کرتا ہے جب چاہتا ہے اور لوٹاتا ہے جب چاہتا ہے

(صحیح البخاری بَابُ الأَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الوَقْتِ)

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں

ولکن ارواحنا کانت بید اللّٰہ عزوجل فارسلها انی شاء

(سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب فی من نام عن صلاۃ او نسیھا:۴۳۸)

اور لیکن ہماری روحیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تھیں اور اس نے جب چاہا انہیں چھوڑ دیا۔

لوگ اس حدیث کا ترجمہ کرتے وقت فارسلھا کو بھیجنا کرتے ہیں تاکہ پڑھنے والا سمجھے کہ ارواح کو نیند میں جسم سے نکال لیا گیا- حالانکہ عربی میں ارسال کا مطلب چھوڑنا بھی ہے- یہاں رسل کا لفظ ہے جس کا مفہوم ہے بھیجنا یا چھوڑنا

جسم اور روح جب الگ ہوں تو ان پر موت کا اطلاق کیا گیا ہے - اشاعرہ علماء ایک دور میں موت کی تعریف یوں ہی کرتے تھے – راغب الأصفہانی (المتوفی: 502ھ) اپنی کتاب المفردات فی غریب القرآن میں لکھتے ہیں کہ

وقوله: كُلُّ نَفْسٍ ذائِقَةُ الْمَوْتِ [آل عمران/ 185] فعبارة عن زوال القوّة الحيوانيّة وإبانة الرُّوح عن الجسد

اور (اللہ تعالیٰ کا) قول : : كُلُّ نَفْسٍ ذائِقَةُ الْمَوْتِ [آل عمران/ 185] پس یہ عبارت ہے قوت حیوانی کے زوال اور روح کی جسد سے علیحدگی سے

روح کا جسم سے الگ ہونا ایک دور تھا جب موت سمجھا جاتا تھا لیکن بعد میں لوگوں نے اس تعریف کو بدلا اور آیات کو ایسے پیش کیا کہ گویا ان آیات میں ابہام ہے جسم میں روح انے جانے کا نام موت نہیں ہے – ان لوگوں کو یہ اشکال بعض روایات سے پیدا ہوا ہے مثلا صحیح بخاری کتاب الدعوات حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الحمد لله الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیه النشور

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

یہاں نیند کو مجازا موت کہا گیا ہے - راقم کہتا ہے یہاں حدیث میں مجازا نیند کو موت بولا گیا ہے اور اس طرح بولنا زبان و ادب میں عام ہے لیکن اس کو حقیقت نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ قرآن میں نیند کو موت نہیں کہا گیا

بے ہوشی کی حالت

بے ہوشی بھی نیند ہے لیکن گہری نیند ہے – انسان کا جسم ڈاکٹر اس حالت میں کاٹ بھی دے تو انسان کو خبر نہیں ہوتی – جسم اس عذاب کی کیفیت کو محسوس نہیں کر پاتا – اس دوران روح جسم میں ہی ہوتی ہے لیکن طبیب و ڈاکٹر کے عذاب کو محسوس نہیں کر پاتی

نیند اور بے ہوشی میں کیا فرق ہے ؟ اس میں صرف شعور کا فرق ہے – نیند میں یادداشت رہتی ہے انسان خواب دیکھتا ہے جس میں اس کو اپنے رشتہ دار و احباب یا وہ لوگ نظر اتے ہیں جن سے اس کو ملاقات ہو یعنی دماغ میں شعور ابھی مکمل ختم نہیں ہوا ہوتا – نیند میں دماغ کا ایک حصہ مکمل کام کرتا ہے اور خواب بنتا ہے

بے ہوشی میں اس کے برعکس درد کا احساس بھی ختم کر دیا جاتا ہے-بے ہوشی اس طرح گہری نیند ہے جس میں تحت شعور بھی محدود ہو اور شعور بھی- نیند ہو یا بے ہوشی ہو ان دونوں میں روح جسم میں ہی محدود کی جاتی ہے جس کو جکڑنا یا قبض کرنا قرآن میں کہا گیا ہے

قرآن میں موسی علیہ السلامؑ کی بیہوشی کا ذکر ہے - سورہ الاعراف ۱۴۳ میں ہے

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي ۚ فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۚ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ

اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کردہ وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے دکھا کہ میں تجھے دیکھوں! فرمایا کہ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا لیکن تو پہاڑ کی طرف دیکھتا رہ اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو تو مجھے دیکھ سکے گا، پھر جب اس کے رب نے پہاڑ کی طرف تجلی کی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کی کہ تیری ذات پاک ہے میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا یقین لانے والا ہوں

قرآن میں صعق کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے بے ہوشی - سورہ الزمر ٦٨ میں ہے

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ

اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائے گا جو کوئی آسمانوں اور جو کوئی زمین میں ہے مگر جسے اللہ چاہے، پھر وہ دوسری دفعہ صور پھونکا جائے گا تو یکایک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے

اس آیت پر حواشی ۴ ملاحظہ کریں

انسانوں نے بے ہوشی کے بھی درجات مقرر کیے ہیں

ایک محض غش کھا کر بے ہوش ہونا ہے یہ انگریزی میں

unconscious

کہلاتا ہے

دوسری کیفیت بے ہوشی کی ہے کہ انسان کو کیمکل دیا جائے مثلا

Anesthesia

دیا جائے – اس دوران درد و تکلیف ختم ہو جاتا ہے اور یہ بھی توفی کی کیفیت ہے

تیسرا درجہ کومہ کی کیفیت کا ہے جس میں انسان بلا کسی دوا کے بے ہوش رہتا ہے اور اس کا دورانیہ بہت لمبا ہو جاتا ہے جو کئی سالوں کا بھی ہو سکتا ہے

اس طرح بے ہوشی میں توفی کے بعد نیند کی کیفیت صعق میں بدل جاتی ہے یعنی روح کو جسم میں قیدی بنا دیا جاتا ہے – اس کا بیرونی انسانی دنیا سے رابطہ ختم کر دیا جاتا ہے

اس طرح صعق کے مراتب و درجات ہیں اور یہ محض نیند نہیں ہیں ۔ صعق کا دور موت بھی نہیں ہے کیونکہ روح جسم سے نکلی ہی نہیں –

اب ایک روایت پر غور و فکر کرتے ہیں ۔ عبد اللہ بن رواحۃ بن ثعلبۃ رضی اللہ عنہ کی وفات بستر مرگ پر نہیں ہوئی بلکہ میدان جنگ میں مدینہ سے کوسوں دور جنگ موتہ میں سن ۸ ہجری میں ہوئی ہے لیکن صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ مدینہ میں کسی وقت جب یہ بیماری کی وجہ سے بے ہوش تھے تو اس دوران فرشتے نے عبد اللہ بن رواحۃ سے کلام کیا ۔ صحیح بخاری ۴۲۶۷ میں ہے

حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ، فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ عَمْرَةُ تَبْكِي وَاجَبَلاَهْ، وَاكَذَا وَاكَذَا، تُعَدِّدُ عَلَيْهِ، فَقَالَ حِينَ أَفَاقَ مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلاَّ قِيلَ لِي آنْتَ كَذَلِكَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ،» قَالَ أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِهَذَا فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالی عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کی بہن نے رونا شروع کر دیا اور کہنے لگی ہائے میرے پہاڑ اور اسی طرح اس نے کئی اور بھی صفات شمار کی اور جب انہیں (عبد اللہ بن رواحۃ کو) ہوش آیا تو وہ کہنے لگے تو نے جو کچھ بھی کہا تو مجھے یہ کہا گیا کیا تو اس طرح کا تھا – اور جب وہ فوت ہوئے تو پھر ان کی بہن ان پر نہیں روئی

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق صحابی نیم بے ہوشی کی حالت میں تھے - اپنے ارد گرد موجود لوگوں کی باتیں سن بھی رہے تھے اور بیماری کی کیفیت اس قدر غالب تھی کہ ان لوگوں کو روک بھی نہیں پا رہے تھے – اگرچہ امام بخاری نے اس روایت کو صحیح سمجھا ہے لیکن سندا اس میں محمد بن فضیل بن غزوان ہے جس پر ابن سعد کا کہنا ہے کہ بعضهم لا يحتج به بعض محدثین اس سے دلیل نہیں لیتے- راقم کہتا ہے صحابی کی بہن نے اگر عبد اللہ کو پہاڑ کہا تو وہ غلط بھی نہیں ہے – یقینا اصحاب بدر علم و حکمت کے اعلام (پہاڑ) تھے

ابن سعد نے ہی ذکر کیا کہ اس بے ہوشی کے دوران صحابی نے ایک فرشتہ (اغلبًا خواب میں) دیکھا جس میں فرشتہ ان کو دھمکا رہا تھا - طبقات الکبری از ابن سعد میں ہے

أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ: اللَّهُمَّ أَنْ كَانَ قَدْ حَضَرَ أَجَلُهُ فَيَسِّرْ عَلَيْهِ وَأَنْ لَمْ يَكُنْ حَضَرَ أَجَلُهُ فَاشْفِهِ. فَوَجَدَ خِفَّةً فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أُمِّي تَقُولُ وَا جَبَلاهُ وَا ظَهْرَاهُ وَمَلَكٌ قَدْ رَفَعَ مِرْزَبَّةً مِنْ حَدِيدٍ يَقُولُ: أَنْتَ كَذَا؟ فَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَقَمَعَنِي بِهَا

صحابی نے بیماری سے کچھ خفت پائی تو کہا کہ
كَانَ مَلَكٌ قَدْ رَفَع مِرْزَبَّةً مِنْ حَدِيدٍ يَقُولُ آنْتَ كَذَا فَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَقَمَعَنِي بِهَا
فرشتے نے ایک لوہے کا گرز اٹھایا ہوا اور کہتا تھا کہ کیا تو اس طرح ہے؟
اگر میں ہاں کہتا تو مجھے اس کے ساتھ ریزہ ریزہ کر ڈالتا

یہ متن منکر ہے اور سند منقطع ہے- عبد الله بن رواحة بن ثعلبة رضی اللہ عنہ بدری صحابی ہیں- اصحاب بدر کا درجہ اللہ کے ہاں تمام امت سے بلند ہے ان کے بشارتیں ہیں - عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ سے ابو عمران کا سماع نہیں ہے

صحابی کا خواب بیماری کی وجہ سے پریشان خوابی والی کیفیت (نیم بے ہوشی) کا ہے - صحیح بخاری میں ہے اسی بے ہوشی والی روایت کے ساتھ درج ہے

تقابل نیند و موت و فرقوں کے اقوال

	صحیح عقیدہ	فرقہ پرستوں کا عقیدہ جمہور
نیند	روح یا نفس جسد میں ہی قید رہتا ہے اس کو توفی یا قبض کرنا کہا گیا ہے یعنی پکڑنا یا قبضہ میں لینا اور نفس کے ارسال سے مراد نفس کو (واپس جسد میں ہی) چھوڑنا ہے نیند میں روح نہ تو عالم بالا میں جاتی ہے نہ ہی زندہ کی روح کی مردوں کی روح سے ملا قات ہوتی ہے	نیند میں روح کو جسم سے نکال لیا جاتا ہے – زندہ کی روح عالم بالا جاتی ہے جہاں روح کی ملاقات مردوں کو روح سے ہوتی ہے (ابن قیم فی کتاب الروح ، ابن تیمیہ فی الفتاوی) اس قول سے خواب کی تعبیر کا عقیدہ ان فرقوں نے گھڑا ہے - سلفی و غیر مقلد علماء: بد کاروں کی روحیں برھوت یمن میں ہیں (وہابی علماء، ابن تیمیہ) نیکوکاروں کی روحیں شام میں جابیہ میں ہیں (عبد الوہاب النجدی) – روح کا جسم سے شعاع

موت	روح کا توفی یا قبض (یعنی پکڑ اور قبضہ میں) کیا جاتا ہے لیکن روح یا نفس کو جسم سے نکال بھی لیا جاتا ہے- قرآن میں توفی کے ساتھ ساتھ اخراج بھی کہا گیا ہے – روح جسم سے مکمل الگ ہو جاتی ہے – قرآن میں امساک روح کا ذکر ہے کہ جس پر موت حکم لگتا ہے وہ مر جاتا ہے اور اس کی روح کو روک لیا جاتا ہے یعنی اخراج کے بعد واپس جسد میں نہیں ڈالا جاتا	جیسا تعلق رہتا ہے اور جسد میں آتی جاتی رہتی ہے (ابن قیم فی کتاب الروح ، ابن تیمیہ فی الفتاوی اور وہابی و اہل حدیث علماء قبل تقسیم ہند) — روح جسد میں ایک دفعہ سوال جواب کے وقت آتی ہے اس کے بعد جنت و جہنم میں جاتی ہے (اہل حدیث پاکستان کا عقیدہ جدید سن ۲۰۰۰ ع کے بعد سے) — عود روح ہونے پر مردہ زندہ ہو جاتا ہے (قاضی ابو یعلی، شیخ الکل نذیر حسین، بدیع الدین راشدی) — عود روح ہونے پر مردہ ،

روح دنیا میں واپس کسی صورت نہیں آتیں الا یہ کہ اللہ کا کوئی معجزہ ہو جن کا صدور ہو چکا اور قرآن میں اسکی خبر دے دی گئی	مردہ ہی ہے (ابن عبد الھادی، اہل حدیث فرقہ پاکستان)- اس خود ساختہ قول سے حیات برزخی کا تصور نکالا گیا ہے
روح اب روز محشر ہی اس دنیا میں یا زمین میں جسد میں ڈالی جائے گی	تقلیدی علماء روح جسم میں عجب الذنب میں سمٹ جاتی ہے (ملا علی القاری فی مرقاۃ شرح مشکاۃ) عام لوگوں کی روحیں زمین و آسمان کے درمیان ہیں (النسفی فی شرح العقائد) ارواح قبرستانوں میں (یعنی جسد میں) ہی رہتی ہیں (التمہید از ابن عبد البر اور بیشتر دیو بندی و بریلوی علماء) ان فرقوں کے نزدیک عود روح ہوتا ہے اور

مردہ دفنانے والوں کے قدموں کی چاپ سنتا ہے سوائے معدودے چند کے یہ ان کا متفقہ جمہور کا عقیدہ ہے		

موت پر روح کا جسم سے اخراج

قرآن میں ہے

حَتَّى أَذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لا يُفَرِّطُونَ

حتی کہ ان جب موت ان کو اتی ہے تو ان کو ہمارے فرشتے جکڑتے ہیں اور وہ چوکتے نہیں ہیں

توفی کا مطلب قبضہ میں لینا جکڑنا، مضبوطی سے پکڑنا ہے – یہ لفظ مجازا موت پر بولا جاتا ہے کہ فلاں کی وفات ہو گئی یعنی موت آ گئی

سورہ الانعام میں ہے

کاش تم دیکھ سکو کہ جب ظالم موت کی سختیوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں: لاؤ نکالو اپنا نفس آج تمہیں ذلت کے عذاب کا صلہ دیا جائے گا اس لیے کہ تم اللہ کے ذمہ ناحق باتیں کہتے تھے اور اس کی آیات سے تکبر کیا کرتے تھے۔

مزید فرمایا

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى أَلَى أَجَلٍ مُسَمًّى

اللہ پورا قبضے میں لیتا ہے نفس کو موت کے وقت اور جو نہیں مرا اس کا نفس نیند کے وقت پس پکڑ کے رکھتا ہے اس نفس کو جس پر موت کا حکم لگاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے دوسروں کو اک وقت مقرر تک کے لئے

اللہ اس روح کو پکڑے یا روکے رکھتا ہے جس پر موت کا حکم کرتا ہے یعنی اس کو اب جسم میں واپس نہیں چھوڑا جاتا - اسی بنا پر جسم گل سڑ جاتا ہے –

قبض کا عربی میں مطلب نہ نکالنا ہے، نہ کھینچنا ہے بلکہ اس قبض کا متبادل لفظ انگریزی میں

Sieze

کرنا ہے اور اردو میں جکڑنا ہے- قرآن میں اللہ تعالی کہتا ہے

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ

بلا شبہ ہم جانتے ہیں جو زمین ان کے جسموں میں کم کرتی ہے اور ہمارے پاس محفوظ کتاب ہے

سنن ابن ماجہ میں ہے

حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة ، حدثنا ابو معاوية ، عن الاعمش ، عن ابي صالح ، عن ابي هريرة ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس شيء من الإنسان إلا يبلى، إلا عظما واحدا، وهو عجب الذنب، ومنه يركب الخلق يوم القيامة

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انسان کے جسم کی ہر چیز سڑ گل جاتی ہے، سوائے ایک ہڈی کے اور وہ عجب الذنب ہے اور اسی سے قیامت کے دن انسان کی پیدائش ہو گی

روح کی عالم بالا میں واپسی کا سفر

موت کے بعد روح کو واپس جنت میں پہنچا دیا جاتا ہے - قرآن میں ہے

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِباً أَوْ قَالَ أُوحِيَ أَلِّيَ وَلَمْ يُوحَ أَلَيْهِ شَيْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ أذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ اس پر وحی نہ اتری ہو اور جو کہے میں بھی ایسی چیز اتار سکتا ہوں جیسی کہ اللہ نے اتاری ہے، اور اگر تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہوں گے کہ اپنی جانوں کو نکالو، آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے اور اس کی آیتوں کے ماننے سے تکبر کرتے تھے۔

موت کی سختی کے وقت اخراج نفس کیا جا رہا ہے اور اسی کو روح کہا جاتا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا بُدَيْلٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «أذَا خَرَجَتْ رُوحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا» – قَالَ حَمَّادٌ: فَذَكَرَ مِنْ طِيبِ رِيحِهَا وَذَكَرَ الْمِسْكَ – قَالَ: " وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ: رُوحٌ طَيِّبَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْكِ وَعَلَى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِينَهُ، فَيُنْطَلَقُ بِهِ أَلَى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ

يَقُولُ: انْطَلِقُوا بِهِ أَلَى آخِرِ الْأَجَلِ "، قَالَ: " وَأَنَّ الْكَافِرَ أَذَا خَرَجَتْ رُوحُهُ – قَالَ حَمَّادٌ وَذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا، وَذَكَرَ لَعْنًا – وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ رُوحٌ: خَبِيثَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ. قَالَ فَيُقَالُ: انْطَلِقُوا بِهِ أَلَى آخِرِ الْأَجَلِ "، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَرَدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَيْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ، عَلَى أَنْفِهِ، هَكَذَا

: عبیداللہ بن عمر قواریری، حماد بن زید، بدیل ، عبداللہ بن شقیق ، ابوہریرہ (رض) سے روایت ہے کہ جب کسی مومن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں تو آسمان والے کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح زمین کی طرف سے آئی ہے اللہ تعالیٰ تجھ پر اور اس جسم پر کہ جسے تو آباد رکھتی تھی رحمت نازل فرمائے پھر اس روح کو اللہ عزوجل کی طرف لے جایا جاتا ہے پھر اللہ فرماتا ہے کہ تم اسے آخری وقت کے لئے لے چلو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کافر کی روح جب نکلتی ہے تو آسمان والے کہتے ہیں کہ خبیث روح زمین کی طرف سے آئی ہے پھر اسے کہا جاتا ہے کہ تم اسے آخری وقت کے لئے لے چلو – ابوہریرہ (رض) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی چادر اپنی ناک مبارک پر اس طرح لگالی تھی

اس طرح روح کافر کی ہو یا مومن کی آسمان یا عالم بالا میں چلی جاتی ہے (حواشی ۵) – اس حالت میں مومن کی روح جنت میں ایک عظیم درخت پر قیامت تک رہتی ہے

المنتخب من مسند عبد بن حمید میں ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی کیفیت تھی کہ اِنَّہٗ لَمَّا حَضَرَتۃُ الْوَفَاۃُ (جب ان کی وفات کا وقت تھا) اور مسند احمد میں متن ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ مُبَشِّرٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَهُوَ شَاكٍ: اقْرَأْ عَلَى ابْنِي السَّلَامَ، تَعْنِي مُبَشِّرًا، فَقَالَ: يَغْفِرُ اللهُ لَكِ يَا أُمَّ مُبَشِّرٍ، أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَنَّمَا نَسَمَةُ الْمُسْلِمِ طَيْرٌ تَعَلَّقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يُرْجِعَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَلَى جَسَدِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ " قَالَتْ: صَدَقْتَ، فَأَسْتَغْفِرُ اللهَ

اِم بشر بنت البراء بن معرور آئیں اور کعب سے کہا میرے (فوت شدہ) بیٹے کو سلام کہیے گا (یعنی جنت جب ملاقات ہو) اس پر کعب نے کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے کیا تم نے سنا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلم کی (نَسَمَۃُ) روح پرندہ ہے جنت کے درخت پر لٹکتی ہے یہاں تک کہ روز محشر اللہ اسکو اس کے جسد میں لوٹا دے؟ ام مبشر نے کہا سچ کہا میں اللہ سے مغفرت طلب کرتی ہوں

سنن ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ،

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ فَارَقَ الرُّوحُ الجَسَدَ وَهُوَ بَرِيءٌ [ص:139] مِنْ ثَلَاثٍ: الكَنْزِ، وَالغُلُولِ، وَالدَّيْنِ دَخَلَ الجَنَّةَ " هَكَذَا قَالَ سَعِيدٌ: الكَنْزُ، وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ فِي حَدِيثِهِ: الكِبْرُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ مَعْدَانَ وَرِوَايَةُ سَعِيدٍ أَصَحُّ

ثَوبَان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جس کی روح جسم سے الگ ہوئی اور وہ تین چیزوں سے بَرِیءٌ تھا خزانہ ، غنیمت میں خیانت، اور قرض سے تو وہ جنت میں داخل ہوا – ترمذی نے کہا سعید نے روایت میں خزانہ بولا ہے اور ... سعید کی سند سے روایت اصح ہے

الدر المنثور از السیوطی میں ہے

وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيّ أَنّمَا هُوَ الْكَنْز بالنُّون وَالزَّاي دارقطنی کہتے ہیں یہ حدیث کنز (خزانہ) کے لفظ سے ہے

فارق سے ہی اردو میں فراق کا لفظ نکلا ہے یعنی جدائی ہونا- اس کو اردو شاعری میں بہت استعمال کیا جاتا ہے

یہ روایت محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک صحیح ہے البتہ فرقوں کی جانب سے موت کے مفہوم پر اشکالات آتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ روح کی جسم سے مکمل فراق کے قائل نہیں ہیں – بعض کے نزدیک روح کا جسم سے تعلق باقی رہتا ہے جس کی تشریح ان کے نزدیک یہ ہے کہ روح جسم میں آتی جاتی رہتی ہے – بعض کہتے ہیں روح دفنانے کے بعد آ جاتی ہے – بعض اس کے قائل ہیں کہ روح چالیس دن تک میت کے پاس آتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے غسل و تکفین تک کا مشاہدہ کرتی ہے (یہ قول فرقہ بریلویہ اور ہندو سادھوں کا بھی ہے)– بعض اس کے قائل ہیں کہ روح جنازہ قبرستان لے جائے جانے کے وقت جسم میں آ جاتی ہے (مثلا وہابی عالم صالح المغاسی وغیرہ) – یہاں تک کہ امام ابن عبد البر کا قول ہے کہ ارواح قبرستان میں ہی رہتی ہیں (حواشی ٦)

قرآن اس کے خلاف ہے جس میں صریحا امساک روح کا ذکر ہے یعنی روح کو روک لیا جاتا ہے – قرآن میں موجود ہے کہ جس پر موت کا حکم لگتا ہے اس کا امساک کیا جاتا ہے

جو فرقے امساک روح کے قائل نہیں ان کی دلیل کتاب الوسیط فی تفسیر القرآن المجید از الواحدی میں

ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْفَضْلِ، أنا عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ خَلَفٍ، أنا أُبَيُّ بْنُ خَلَفِ بْنِ طُفَيْلٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي طُفَيْلُ بْنُ زَيْدٍ، نا أَبُو عُمَيْرٍ، نا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَعَّابُ، نا نُعَيْمُ بْنُ عَمْرٍو، نا سُلَيْمَانُ بْنُ رَافِعٍ الْبَصْرِيُّ، عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّ الرُّوحَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الإِنْسَانِ؛ مَاتَ الْجَسَدُ، وَصَارَ الرُّوحُ صُورَةً أُخْرَى، فَلا يُطِيقُ الْكَلامَ؛ لأَنَّ الْجَسَدَ جِرْمٌ، وَالرُّوحُ يُصَوِّتُ مِنْ جَوْفِهِ وَيَتَكَلَّمُ، فَإِذَا فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ؛ صَارَ الْجَسَدُ صُفْرًا، وَصَارَ الرُّوحُ صُورَةً أُخْرَى، يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ، يَبْكُونَهُ، وَيُغَسِّلُونَهُ وَيَدْفِنُونَهُ، وَلا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَكَلَّمَ، كَمَا أَنَّ الرِّيحَ إِذَا دَخَلَ فِي مَكَانٍ ضَيِّقٍ سَمِعْتَ لَهُ دَوِيًّا، فَإِذَا خَرَجَ مِنْهُ لَمْ تَسْمَعْ لَهُ صَوْتًا، وَكَذَلِكَ الْمَزَامِيرُ، فَأَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ يَنْظُرُونَ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَجِدُونَ

ابن عباس نے کہا جب روح جسم سے نکلتی ہے تو جسد مر جاتا ہے اور روح ایک دوسری صورت لے لیتی ہے پس یہ کلام نہیں کرتی کیونکہ جسم تو ایک مرکب سفینہ ہے اور روح اس کے پیٹ میں آواز پیدا کرتی ہے اور کلام کرتی ہے – پس جب یہ جسم سے الگ ہوتی ہے تو جسد پیلا پڑ جاتا ہے اور روح ایک دوسری صورت لے لیتی ہے ، لوگوں کو دیکھتی ہے کہ اس پر رو رہے ہیں ، اس کو غسل دے رہے ہیں ، اس کو دفن کر رہے ہیں ، روح سب دیکھ کر بول نہیں پاتی جیسے ہوا ہو کہ جب تنگ مکان میں جاتی ہے تو اس کی آواز آتی ہے لیکن جب نکل جاتی ہے تو آواز بھی ختم ہو جاتی ہے – اسی طرح بانسری ہے – پس ارواح مومنین جنت کو دیکھتی ہیں

اس کی سند میں مجھول راوی ہیں

مشرب تصوف والے قصے بیان کرتے ہیں کہ ان کے ہاں مردہ غسل دینے والے کی انگلی پکڑ لیتا ہے آج بھی تصوف کے مخالفین اس قسم کے قصوں کو مقلدوں کی گھڑنت کہتے ہیں اور ان قصوں کو مریدان کا اضافہ کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے-راقم کہتا ہے کہ ایسا ہونا ممکن بھی ہے – اس کو مغرب والے بھی جانتے ہیں اور انہوں نے اس کو لذارس ایفیکٹ

Lazarus effect

کا نام دیا ہے – انجیل کے مطابق لذارس ایک بنی اسرائیلی تھا جس کو قم باذللہ کہہ کر عیسیٰ علیہ السلام نے معجزہ دکھانے میں زندہ کیا تھا بعد میں جب مردوں میں حرکت کو سائنسدانوں نے نوٹ کیا تو اس کو لذارس ایفیکٹ کا نام دیا اور اس کی وجہ ، پٹھوں میں حرکت ہے جو مردہ انسانی جسم میں عناصر کی

تبدیلی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے – مثلا ذبح کردہ جانور کا جسم آدھے گھنٹے تک گرم ہوتا ہے اور مشاہدہ میں ہے کہ بعض اوقات جانور کے مردہ جسم میں معمولی جنبش بھی پیدا ہو جاتی ہے – اسی نوع کی یہ چیز ہے

وہ مسلمان علماء جو سائنس سے نابلد ہیں ، وہ جب لذارس ایفیکٹ کو مردوں میں دیکھتے ہیں تو اس کی کوئی علمی توجیہ ان کے پاس نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ اس کو من جانب اللہ آیا کوئی معجزہ قراردیں – دوسری طرف مردہ میں حیات کا انکار کرنے والے صوفیاء کے نقل کردہ قصوں کو سفید جھوٹ کہتے آئے ہیں

بہر حال متصوفین ہوں یا غیر متصوفین (مثلا سلفی فرقے) یہ سب قرآن میں وارد امساک روح یعنی روح کو روکے جانے کا رد کرتے ہیں - مصنف ابن ابی شیبہ میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا گیا

غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ قَمْطَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: «الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ، فَإِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ يُخْلَى بِهِ يَسْرَحُ حَيْثُ شَاءَ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ»

دنیا مومن کا قید خانہ او رکافر کی بہشت ہے۔ جب مومن مرتاہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے سیر کرے

اس کی سند میں يَحْيَى بْنِ قَمْطَةَ کو ابن حبان اور عجلی نے ثقہ قرار دیا ہے

کتاب کشف الخفاء ومزيل الإلباس از إسماعيل بن محمد بن عبد الهادي الجراحي العجلوني الدمشقي، أبو الفداء (المتوفى: 1162ھـ) میں روایت "الدنیا سجن المؤمن، وجنۃ الکافر کی بحث میں العجلونی لکھتے ہیں حدیث میں ہے

فإذا مات المؤمن تخلى سربه يسرح حيث شاء

جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے، جہاں چاہے جائے۔

انہی الفاظ کا ذکر فتاوی رضویہ میں ہے

وھذا لفظ امام ابن المبارك قال ان الدنیا جنة الکافر وسجن المؤمن وانما مثل المؤمن حین تخرج نفسه کمثل رجل کان فی سجن فاخرج منه فجعل یتقلب فی الارض ویتفسح فیھا۱[1]۔ولفظ ابی بکر ھکذا

الدنیا سجن المومن وجنۃ لکافر فاذا مات المومن یخلی سربہ یسرح حیث شاء

اور یہ روایت امام ابن مبارک کے الفاظ ہیں۔ بیشک دنیا کافر کی جنت اور مسلمان کی زندان ہے، اور ایمان والے کی جب جان نکلتی ہے تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے کوئی قید خانہ میں تھا اب اس سے نکال دیا گیا کہ زمین میں گشت کرتا ور بافراغت چلتا پھرتا ہے۔(اور روایت ابوبکر کے الفاظ یہ ہیں۔ دنیا مسلمان کا قید خانہ او رکافر کی بہشت ہے۔ جب مسلمان مرتاہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے سیر کرے۔

ابن قیم کتاب الروح میں خواب مین ارواح کی ملاقات والی روایات پر کہتے ہیں

فَفِي هَذَا الحَدِيث بَيَان سرعَة انْتِقَال أَرْوَاحهم من الْعَرْش إِلَى الثرى ثمَّ انتقالها من الثرى إِلَى مَكَانهَا وَلِهَذَا قَالَ مَالك وَغَيره من الْأَئِمَّة أَن الرّوح مُرْسلَة تذْهب حَيْثُ شَاءَت

ان احادیث میں ارواح کا عرش رحمان سے (تحت) الثری تک جانے میں سرعت کا ذکر ہے پھر الثری سے اس روح کے مکان (یعنی قبر) تک جانے کا ذکر ہے اور اسی وجہ سے امام مالک اور دیگر ائمہ کہتے ہیں کہ چھوڑی جانے والے روح جہاں جانا چاہتی ہے جاتی ہے

اس کو یونانی مذھب و فلسفہ میں جسم کے خول سے آزادی

Liberation

کہا جاتا تھا۔ شاہ ولی اللہ حجت اللہ البالغہ میں تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ارواح فرشتوں کے ساتھ شامل ہو جاتی ہیں اور ان پر بھی اللہ کا حکم نازل ہونے لگتا ہے جس کو ارواح سر انجام دیتی ہیں

کتاب فیض القدیر شرح الجامع الصغیر از المناوی القاہری (المتوفى: 1031ھ) کے مطابق

قوله (وصلوا علي وسلموا فإن صلاتكم تبلغني حيثما كنتم) أي لا تتكلفوا المعاودة إلي فقد استغنيتم بالصلاة علي لأن النفوس القدسية إذا تجردت عن العلائق البدنية عرجت واتصلت بالملأ الأعلى ولم يبق لها حجاب فترى الكل كالمشاهد بنفسها أو بإخبار الملك لها وفيه سر يطلع عليه من يسر له.

اپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو یعنی .. تم جو درود کہتے ہو مجھ پر، تو بے شک نفوس قدسیہ (پاک جانیں) جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں،

یہ ارواح بلند ہوتی ہیں اور عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور ان کے لئے کوئی پردہ نہیں رہتا اور سب کچھ خود دیکھتی ہیں یا بادشاہت الہیٰ کی خبریں پاتی ہیں اور اس میں راز ہے جس کی اطلاع وہ پاتے ہیں جو کھوج کریں

اس طرح کے اقوال سے روح کا کہیں بھی آنا ثابت کیا جاتا ہے جبکہ یہ اقوال بھی یہود کی کتب تصوف کا چربہ ہیں

Elaborating on cryptic passages found in the Bible (Gen. 5:24; 2 Kings 2:11), it is taught that exceptional mortals, such as Enoch, Elijah, and Serach bat Asher may be elevated to angelic status (I Enoch; Zohar I:100a, 129b; T.Z. Hakdamah 16b).

بائبل کے بعض اقتباسات سے یہ تعلیمات اخذ کی گئی ہیں کہ انسانوں میں انوخ، الیاس اور سراخ بن عشر کو فرشتوں کا درجہ دیا جا چکا ہے

مردہ میت کا کلام کرنا

کتب رجال و اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک صحابی کے لئے اتا ہے

من تكلم بعد الموت

موت کے بعد جو بول اٹھا

یہ زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ ہیں جو بدری صحابی ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات ہوئی -
تہذیب الکمال از المزی کے مطابق

أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْقُرَشِيُّ، قال: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ الْفَاخِرِ الْقُرَشِيّ فِي جماعة، قَالُوا: أَخْبَرَتْنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ عَبد اللَّهِ، قَالَتْ: أخبرنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبد اللَّهِ الضَّبِّيُّ، قال: أخبرنا سُلَيْمان بْن أَحْمَد (2)، قال: حَدَّثنا عِيسَى بْن مُحَمَّد السمسار الواسطي، قال: حَدَّثَنَا عبد الحميد بْن بيان، قال: حَدَّثَنَا إِسْحَاق الأزرق، عَنْ شَرِيك، عَنْ إِبْرَاهِيم بْن مهاجر، عَنْ حَبِيب بْن سالم، عن النعمان بْن بشير، قال: لما توفي زَيْد بْن خَارِجَة انتظر بِهِ خروج عُثْمَان، فقلت (3) : أصلي ركعتين، فكشف الثوب عَنْ وجهه، فَقَالَ: السلام عليكم، السلام عليكم. قال: وأهل البيت يتكلمون، فقلت وأنا فِي الصلاة: سبحان الله، سبحان الله! فَقَالَ: انصتوا، انصتوا، مُحَمَّد رَسُول اللَّهِ، كَانَ ذَلِكَ فِي الكتاب الأول، صدق، صدق، صدق أَبُو بَكْر الصديق، ضعيف فِي جسده قوي فِي أمر اللَّهِ، كَانَ ذَلِكَ فِي الكتاب الأول، صدق، صدق، صدق عُمَر بْن الخطاب، قوي فِي جسده، قوي فِي أمر الله، كَانَ ذَلِكَ فِي الكتاب الأول، صدق، صدق، صدق عُثْمَان بْن عَفَّان، مضت اثنتان وبقي أربع، وأبيحت الأحماء بئر أريس وما بئر أريس، السلام عليك عَبد اللَّهِ بْن رواحة، هل أحسست لي (1) خَارِجَة وسعدا؟ قال شَرِيك: هما أبوه وأخوه. وقد رويت هذه القصة من وجوه كثيرة، عَنِ النعمان بْن بشير وغيره.

حبیب بن سالم روایت کرتا ہے النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہ جب زید بن خارجہ کی وفات ہوئی ہم عثمان کے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے- پس ان سے کہا : دو رکعت پڑھ لیں پس زید کے چہرے پر سے کپڑا ہٹایا کہا السلام علیکم السلام علیکم کہا : اور گھر والے بات کرنے لگ گئے اور میں نماز میں تھا میں نے کہا سبحان اللہ سبحان اللہ (یعنی گھر والوں کو روکنے کی کوشش کی اور نماز میں سبحان اللہ پکار آک وہ چپ

رہیں اسی اثنا میں) زید بن خارجہ نے کہا (یعنی میت بولی)چپ رہو چپ رہو، محمد رسول اللہ ہیں ایسا کتاب اول میں تھا- سچ سچ سچا ہے ابو بکر الصدیق، جسم میں کمزور ہے قوی اللہ کے کام میں ایسا ہی کتاب اول میں تھا، سچا سچ سچا عمر بن الخطاب ہے جسم میں قوی ہے اور اللہ کے کام میں بھی ایسا ہی کتاب اول میں تھا – سچا سچا عثمان ہے دو سال گزرے اور چار باقی ہیں – گرم ہوا بئر إريس (کا پانی) اور کیا ہے بئر إريس؟، السلام ہو آپ پر عبد اللہ بن رواحۃ، کیا آپ نے میرے لئے محسوس کیا اور سعد کے لئے ؟ شریک نے کہا یہ دونوں باپ بیٹا تھے اور اس قصے کو روایت کیا ہے کئی طرح النعمان بن بشیر اور دیگر سے

اس واقعہ کو بیان کرنے والا حبیب بن سالم ہے جو مختلف فیہ ہے- امام بخاری نے اس سے صحیح میں روایت نہیں لی ہے

ابن مندہ نے کتاب میں روایت نقل کی ہے

أخبرنا خيثمة بن سليمان، ومحمد بن يعقوب بن يوسف، قالا: حدثنا العباس بن الوليد بن مزيد، قال: أخبرني أبي، قال: حدثني ابن جابر، ح: وحدثنا عبد الرحمن بن يحيى، قال: حدثنا أبو مسعود، قال: حدثنا هشام بن إسماعيل، قال: حدثنا الوليد بن مسلم، عن ابن جابر، قال: سمعت عمير بن هاني، يحدث عن النعمان بن بشير، قال: توفي رجل منا يقال له خارجة بن زيد، فسجينا عليه ثوبًا وقمت أصلي، فسمعت ضوضأة، فانصرفت فإذا به يتحرك، وظننت أن حية دخلت بينه وبين الثياب، فلما وقفت عليه قال: أجلد القوم وأوسطهم عبد الله عمر أمير المؤمنين، الذي لا تأخذه في الله لومة لائم كان في الكتاب الأول صدق صدق عبد الله بن أبو بكر أمير المؤمنين، الضعيف في جسمه القوي في أمر الله، وفي الكتاب الأول صدق صدق عبد الله عثمان أمير المؤمنين الضعيف العفيف المتعفف، الذي يعفو عن ذنوب كثيرة، خلت ليلتان وبقيت أربع، اختلف الناس ولا نظام، وأبيحت الأحماء، أيها الناس، اقبلوا على إمامكم واسمعوا له وأطيعوا، فمن تولى فلا يعهدن دمًا، كان أمر الله قدرًا مقدورًا ثلاثًا، هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم، سلام عليك يا رسول الله، هذا عبد الله بن رواحة ما فعل خارجة بن زيد، ثم رفع صوته، فقال: يقول: {كَلَّا إِنَّهَا لَظَى} [المعارج: 15] أخذت بئر أريس ظلمًا، ثم خفت الصوت فرفعت الثوب، فإذا هو على حاله ميت

عمیر بن ہانی کہتا ہے اس نے نعمان بن بشیر سے سنا: ہم میں سے ایک شخص جس کو خارجہ بن زید کہا

جاتا تھا کی وفات ہوئی- پس اس پر کپڑا ڈالا اور نماز پڑھی پس خارجہ بن زید میں ایک گڑگڑاہٹ سنی پس ہم اس میت تک آیے کیونکہ وہ ہلی – اور گمان کیا کہ سانپ کپڑے اور خارجہ بن زید کے درمیان داخل ہو گیا ہے – پس جب ان پر رکے خارجہ نے کہا کوڑے مارنے والی قوم اور ان کا درمیان اللہ کا بندہ عمر امیر المومنین جس نے اللہ کے لئے کوئی لومۃ لائم نہیں رکھا یہ کتاب اول میں ہے اور سچا سچا اللہ کا بندہ ابو بکر امیر المومنین ہے جسم میں ضعیف ہے اللہ کے امر میں قوی ہے اور کتاب اول میں ہے سچا سچا اللہ کا بندہ عثمان امیر المومنین ہے کمزور و ناتوا و نرم ہے جو اکثر گناہوں کو معاف کرتا ہے دو راتیں باقی ہیں چار گزری ہیں – قبول کرو اپنے اماموں کو انکی سمع و اطاعت کرو پس جس نے منہ موڑا اس کے خون کا عہد نہیں ہے – لوگوں کا اختلاف ہوا کوئی نظام نا رہا اور اللہ اپنے کام کو کروانے والا ہے تین دفعہ، یہ رسول اللہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ، سلام ہو آپ پر یا رسول اللہ یہ عبد اللہ بن رواحۃ ہیں ، خارجہ بن زید نے جو کیا پھر آواز اٹھ گئی پس کہا ہر گز نہیں یہ (آگ) تو چاٹ جائے گی – ظلم سے اریس کا کنواں لیا گیا پھر آواز مدھم ہوئی اور کپڑا اٹھا تو وہ تو حال میت تھے

اس روایت کے مطابق میت پر کپڑا یعنی کفن ہی تھا کہ اندر سے یہ ہولناک آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور برزخ کی خبریں جاری تھیں – میت ابھی دفن بھی نہیں تھی

طبرانی الکبیر کی روایت کے مطابق ایسا واقعہ خارجہ بن زید کے ساتھ بھی ہوا جو زید کے بیٹے تھے یا روایت میں راویوں نے غلطی سے باپ بیٹا کا نام ڈال دیا

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُعَلَّى الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ هَانِئٍ، أَنَّ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، حَدَّثَهُ، قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ مِنَّا يُقَالُ لَهُ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ فَسَجَّيْنَاهُ بِثَوْبٍ، وَقُمْتُ أُصَلِّي إِذْ سَمِعْتُ ضَوْضَاةً وَانْصَرَفْتُ، فَإِذَا أَنَا بِهِ يَتَحَرَّكُ، فَقَالَ: " أَجْلَدُ الْقَوْمِ أَوْسَطُهُمْ عَبْدُ اللهِ، عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ الْقَوِيُّ فِي جِسْمِهِ الْقَوِيُّ فِي أَمْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ الْعَفِيفُ الْمُتَعَفِّفُ الَّذِي يَعْفُو عَنْ ذُنُوبٍ كَثِيرَةٍ خَلَتْ لَيْلَتَانِ، وَبَقِيَتْ أَرْبَعٌ، وَاخْتَلَفَ النَّاسُ وَلَا نِظَامَ لَهُمْ، يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَقْبِلُوا عَلَى إِمَامِكُمْ وَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا، هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ رَوَاحَةَ، ثُمَّ قَالَ: مَا فَعَلَ زَيْدُ بْنُ خَارِجَةَ – يَعْنِي أَبَاهُ -، ثُمَّ قَالَ: أُخِذَتْ سَرَارِيسُ ظُلْمًا ثُمَّ خَفَتَ الصَّوْتُ

ولید بن مسلم ، عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر سے روایت کرتے ہیں وہ عُمَيْرِ بْنِ ہَانِی سے وہ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ سے بولے: ہم میں سے ایک شخص مرا جس کو خارجہ بن زید کہا جاتا تھا اس کو ہم نے کپڑے سے

ڈھانگ دیا، اور نماز جنازہ پڑھی پس میں نے شور سنا اور گیا پس جب ان پر آیا تو وہ ملے اور بولے : کوڑا مارنے والی قوم کے درمیان اللہ کا بندہ عمر امیر المومنین ہیں جسم میں قوی ہیں اور اللہ کے کام میں، عثمان امیر المومنین ہیں کمزور و نا توآ ہیں جو اکثر گناہوں کو معاف کرتے ہیں دو راتیں گزرین چار باقی ہیں اور لوگوں کا اختلاف ہوا اور کوئی نظام باقی نہ رہا اے لوگوں اپنے اماموں کو قبول کرو اور ان کی سمع و اطاعت کرو- یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ابن رَوَاحَۃَ- پھر کہا زید بن خارجہ نے کیا کیا یعنی ان کے باپ نے پھر کہا ارِیسَ کا راز ظلم سے لیا گیا پھر آواز مدھم ہو گئ

اس کی سند میں ولید بن مسلم ہیں جو تدلیس التسویہ کرتے ہیں یعنی استاد کے استاد کو ہڑپ کرتے ہیں جب حدثنا بولیں تو بھی شک کیا جاتا ہے – سند میں جان بوجھ کر انہوں نے عَبۡدِ الرَّحۡمَنِ بۡنِ یَزِیدَ بۡنِ جَابِر کہا ہے جبکہ امام بخاری اور ابن ابی حاتم کے مطابق یہاں عَبۡدِ الرَّحۡمَنِ بۡنِ یَزِیدَ بۡنِ تمیم ہے جو منکر الحدیث ہے

اس قسم کی مبہم روایات کو محدثین نے بلا تنقید نقل بھی کیا- قصہ گھڑنے والوں نے نام میں بھی مخلط ملط کر دیا ہے اس پر ابن حجر کو اسد الغابہ میں کہنا پڑا

قلت: قال أَبُو نعيم أول الترجمة: إنه الذي تكلم بعد الموت، وقال: أراه الأول، وهذا من غريب القول، بينا نجعل الأول قتل بأحد، ونجعل هذا توفي في خلافة عثمان رضي اللَّه عنه، وأنه الذي تكلم بعد الموت، ثم يقول: أراه الأول، فكيف يكون الأول وذلك قتل بأحد، وهذا توفي في خلافة عثمان، كذا قال أَبُو نعيم في هذه الترجمة. وأما ابن منده فذكر الأول وأنه شهد بدرًا، وذكر فيه الاختلاف أَنَّهُ الذي تكلم بعد الموت، ولم يذكر أَنَّهُ قتل بأحد، فلم يتناقض قوله. وأما أَبُو عمر فذكر الأول، وجعل ابنه زيدًا هو الذي تكلم بعد الموت، فلو صح أن المتكلم خارجة بْن زيد لكان غير الأول، لا شبهة فيه، لأن الأول قتل بأحد، والمتكلم توفي في خلافة عثمان فيكون غيره. والصحيح أن المتكلم زيد بْن خارجة. والله أعلم

میں ابن حجر کہتا ہوں : ابو نعیم نے ترجمہ کے شروع میں کہا کہ بے شک یہ وہ ہیں جنہوں نے مرنے کے بعد کلام کیا – اور کہا میں دیکھتا ہوں شروع میں اور یہ قول عجیب ہے اول سے مراد ہے ان کا قتل احد میں ہوا اور پھر کر دیا ان کی وفات عثمان مئی دور میں ہوئی اور انہوں نے مرنے کے بعد کلام کیا – پھر کہا میں دیکھتا ہوں دور اول میں پس کیسے ممکن ہے کہ یہ دور اول میں ہوئی اور احد میں قتل ہوں

اور یہاں ہے دور عثمان میں ایسا ابو نعیم نے اس ترجمہ میں کہا ہے اور جہاں تک ابن مندہ کا تعلق ہے تو انہوں نے ان کا ذکر اول دور میں کیا جنہوں نے جنگ بدر دیکھی اور اختلاف کا ذکر کیا کہ انہوں نے موت کے بعد کلام کیا اور یہ ذکر نہیں کیا کہ ان کا قتل احد میں ہوا پس وہاں تناقص نہیں ہے اور جہاں تک ابو عمر کا تعلق ہے تو اس نے ذکر کیا دور اول میں اور ان کے بیٹے زید کے لئے کہا کہ اس نے مرنے کے بعد کلام کیا ہے پس اگر یہ صحیح ہے کہ بولنے والا خارجہ بن زید تھا تو وہ شروع میں نہیں ہو سکتا اس میں شبہ نہیں ہے کہ وہ احد میں قتل ہوئے اور وہ جس نے کلام کیا وہ عثمان کے دور میں ہوا جو زید بن خارجہ تھے اللہ کو پتا ہے

کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب از ابن عبد البر کے مطابق

زيد بن خارجة بن زيد بن أبي زهير بن مالك، من بني الحارث بن الخزرج. روى عن النبي صلى الله عليه وسلم في الصلاة عليه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وهو الذي تكلم بعد الموت، لا يختلفون في ذَلِكَ، وذلك أنه غشي عليه قبل موته، وأسري بروحه، فسجى عليه بثوبه، ثم راجعته نفسه، فتكلم بكلام حفظ عنه في أبي بكر، وعمر، وعثمان، ثم مات في حينه. روى حديثه هذا ثقات الشاميين عن النعمان بن بشير، ورواه ثقات الكوفيين، عن يزيد بن النعمان بن بشير، عَنْ أَبِيهِ. ورواه يَحْيَى بن سعيد الأنصاري، عن سعيد بن المسيب.

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بن محمد، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابن مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بلال، عن يحيى، عن سعيد ابن الْمُسَيِّبِ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ الأَنْصَارِيَّ، ثُمَّ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ. تُوُفِّيَ زَمَنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَسُجِّيَ بِثَوْبٍ، ثُمَّ إِنَّهُمْ سَمِعُوا جَلْجَلَةً فِي صَدْرِهِ، ثُمَّ تَكَلَّمَ فَقَالَ: أحمد في الكتاب [الأول [1]] . صدق صَدَقَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، الضَّعِيفُ فِي نَفْسِهِ، الْقَوِيُّ فِي أَمْرِ اللَّهِ، كَانَ ذَلِكَ فِي الكتاب الأول. صدق صَدَقَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْقَوِيُّ الأَمِينُ فِي الكتاب الأول. صدق صَدَقَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَى مِنْهَاجِهِمْ، مَضَتْ أَرْبَعُ سِنِينَ وَبَقِيَتِ اثْنَتَانِ [2] ، أَتَتِ الْفِتَنُ، وَأَكَلَ الشديد الضعيف، وقامت الساعة، وسيأتيكم خبر بئر أريس وما بئر أَرِيسٍ [3] . قَالَ يَحْيَى بن سعيد: قَالَ سعيد بن المسيب: ثم هلك رجل من بني خطمة فسجى بثوب فسمعوا جلجلة في صدره، ثم تكلم فَقَالَ: إن أخا بني الحارث بن الخزرج صدق صدق.

زید بن خارجۃ بن زید بن اِبي زہیر بن مالک، بنی حارث بن الخزرج میں سے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا درود کے بارے میں اور یہ وہ ہیں جنھوں نے موت کے بعد کلام کیا اس میں اختلاف نہیں ہے اور یہ ہوا کہ ان کو غشی آئی موت سے قبل، ان کی روح اوپر گئی اور ان پر کپڑا ڈال دیا گیا پھر ان کا نفس پلٹ آیا پس کلام کیا ابو بکر عمر اور عثمان کے بارے میں جو انھیں یاد رہا پھر اس وقت ان کی وفات ہوئی اس حدیث کو شام کے ثقات نے نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے اور کوفہ کے ثقات نے روایت کیا ہے یزید بن النعمان بن بشیر، عَنْ أَبِيهِ سے اور اسکو یحیی بن سعید الأنصاری، عن سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے- ہم کو خبر دی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمُؤْمِن ان سے حدیث بیان کی إِسْمَاعِيل بن محمد نے ان سے إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ نے کہا ہم سے بیان کیا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيّ نے ہم سے بیان کیا عَبْدُ اللَّهِ ابن مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ نے ان سے سُلَيْمَانُ بْنُ بلال نے ان سے یحییٰ نے ان سے سعید ابن الْمُسَيِّبِ نے کہ زید بن خارجہ انصاری جو بنی حارث بن الخزرج میں سے تھے عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات ہوئی ان کو کپڑے سے ڈھک دیا گیا پھر ان کے سینے میں ایک کڑک ہوئی پھر یہ بولے احمد احمد جو پہلی کتاب میں ہے ، سچا سچا ابو بکر الصدیق ہے جسم میں کمزور ہے اور اللہ کے کام میں قوی ہے اور یہ پہلی کتاب میں ہے سچا سچا عمر ہے جو قوی ہے امین ہے پہلی کتاب میں اور سچا سچا عثمان ہے اپنے کاموں میں چار سال گزر گئے اور دو باقی ہیں فتنہ آیا اور شدت سے کھا گیا اور قیامت قائم ہوئی ، اور تم کو بئر اِریس (کا کنواں) کی خبر پہنچے گی اور بئر اِریس کیا ہے ؟ – یحییٰ بن سعید نے کہا کہ سعید بن المسیب نے کا پھر بنی خطمۃ میں سے ایک شخص ہلاک ہوا اس پر بھی کپڑا ڈالا گیا اس کے سینے میں کڑک ہوئی پھر بولا میرے بھائی جو بنی حارث بن ال خزرج میں سے تھا سچ کہا سچ کہا

سندا روایت مظبوط نہیں ہے کتاب جامع التحصیل فی إحکام المراسیل از العلائی (المتوفی: 761ھ) کے مطابق

سعيد بن المسيب ......ولد لسنتين مضتا من خلافة عمر رضي الله عنه

سعید بن المسیب ،....خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ کے ختم ہونے کے دو سال پہلے پیدا ہوئے

یعنی سعید بن المسیب ۲۱ ہجری میں پیدا ہوئے اور زید بن خارجہ المتوفی 30 ہجری کی وفات کے وقت سعید بن المسیب نو سال کے تھے- روایت میں واضح نہیں کہ ان کا سماع زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے

ہوا یا نہیں

کتاب معرفة الصحابة از إبو نعیم الأصبہانی (المتوفی: 430ھ) کے مطابق اس قصے کو

وَرَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَمْ يُسَمِّهِ

الزُّبَیْدِیُّ نے اس کو روایت کیا ہے الزہری سے انھوں نے سعید بن المسیب سے انہوں نے انصار میں سے ایک شخص سے جس کا نام نہیں لیا

یعنی یہ منقطع روایت ہے یا مجهول شخص سے ہے

تاریخ مدینہ از ابن شبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ الْأَنْصَارِيَّ، ثُمَّ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ تُوُفِّيَ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَسُجِّيَ بِثَوْبِهِ، ثُمَّ إِنَّهُمْ سَمِعُوا [ص:1106] جَلْجَلَةً فِي صَدْرِهِ، ثُمَّ تَكَلَّمَ فَقَالَ: «أَحْمَدُ أَحْمَدُ فِي الْكِتَابِ الْأَوَّلِ، صَدَقَ صَدَقَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ الضَّعِيفُ فِي نَفْسِهِ الْقَوِيُّ فِي أَمْرِ اللَّهِ فِي الْكِتَابِ الْأَوَّلِ، صَدَقَ صَدَقَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ فِي الْكِتَابِ الْأَوَّلِ، صَدَقَ صَدَقَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَى مِنْهَاجِهِمْ، مَضَتْ أَرْبَعٌ وَبَقِيَتْ سَنَتَانِ، أَتَتِ الْفِتَنُ وَأَكَلَ الشَّدِيدُ الضَّعِيفَ، وَقَامَتِ السَّاعَةُ، وَسَيَأْتِيكُمْ عَنْ جَيْشِكُمْ خَبَرٌ بِبِئْرِ أَرِيسَ، وَمَا بِئْرُ أَرِيسَ»

سعید بن المسیب نے کہا کہ زید بن خارجہ کی عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات ہوئی پس کپڑے سے ڈھانک دیا گیا پھر ان سے سینے میں کڑک ہوئی پھر بولے احمد احمد کتاب اول میں سچ سچ ابو بکر صدیق جسم میں کمزور اللہ کے امر میں قوی کتاب اللہ میں، سچ سچ عمر قوی امین کتاب اول میں سچ سچ عثمان اپنے کاموں میں چار گزرے دو سال باقی ہیں فتنہ آیا اور کمزور کو کھا گیا اور قیامت برپا ہوئی اور عنقریب تم تک پہنچے کی خبر اپنے لشکر کی طرف سے اریس کے کنواں کی – اریس کا کنواں کیا ہے

روایت کے مطابق زید بن خارجہ کو عثمان رضی اللہ عنہ سے مطابق فتنہ کا علم تھا - یہ علم غیب تک رسائی کا دعوی ہے – راقم اس کو رد کرتا ہے اور روایت میں غیب کی یہ بات تو کوئی ایسا ہی شخص بیان کر سکتا ہے جس نے یہ سب بعد میں دیکھا ہو اور روایت سازی کی ہو – تمام کتب کے مطابق زید بن خارجہ کی وفات دور عثمانی میں ہوئی

کتاب الوافی بالوفیات از صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الصفدی (المتوفی: 764ھ) کے مطابق
وتوفّی فی حُدُود الثَّلَاثِینَ لِلْهِجْرَةِ
زید بن خارجہ کی وفات سن 30 ہجری کی حدود میں ہوئی
عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۵ ہجری میں ہوئی
کیا یہ ممکن ہے کہ سن 30 ہجری میں چند ساعتوں میں غشی کے دوران زید بن خارجہ کو مستقبل میں ہونے والے اہم حادثات کی خبر ہو گئی؟ بلا شبہ یہ کوئی گھپلا ہے
بئر اِریس کا کیا چکر ہے؟ کچھ مبہم بات راوی نے زید بن خارجہ سے منسوب کی ہے – اس کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے – جو لوگ اس قصے کو اصلی سمجھتے ہیں ان کو اس پر غور کرنا چاہیے۔ بئر اِریس مسجد قبا کے پاس باغ میں ایک کنواں تھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گر پڑی اس کنواں کا سارا پانی نکال دیا گیا لیکن انگوٹھی نہ نکلی اس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا راوی کو شاید قلق ہے کہ اس کنواں کو کیوں خشک کیا گیا

کتاب إمتاع الأسماع بما للنبی من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع از المقریزی (المتوفی: 845ھ) کے محقق محمد عبد الحمید النمیسی کہتے ہیں
قال أحمد بن يحيى بن جابر: نسبت إلى أريس رجل من المدينة من اليهود، عليها مال لعثمان بن عفان رضى اللَّه عنه، وفيها سقط خاتم النبي صلّى اللَّه عليه وسلّم من يد عثمان، في السنة السادسة من خلافته، واجتهد في استخراجه بكل ما وجد إليه سبيلا، فلم يوجد إلى هذه الغاية، فاستدلوا بعد به على حادث في الإسلام عظيم
احمد بن یحییٰ بن جابر نے کہا : اس کنواں کی نسبت اریس کی طرف ہے جو مدینہ کا ایک یہودی تھا اور اس پر عثمان کا مال لگا اور کنواں میں رسول اللہ کی مہر عثمان کے ہاتھ سے گری ان کی خلافت کے چھٹے سال اور انہوں نے اس کو نکالنے کا اجتہاد کیا لیکن کوئی سبیل نہ پائی اس میں کامیاب نہ ہوئے اور اس پر استدلال کیا گیا کہ یہ اسلام کا ایک عظیم حادثہ ہے
معلوم ہوا کہ انگوٹھی زید بن خارجہ یا خارجہ بن زید کی وفات سے قبل گر چکی تھی جس کو راوی نے

ظلم سے ہتھیایا گیا کنواں قرار دیا ہے

بیہقی دلائل النبوہ میں اس روایت پر کہتے ہیں

فعند ذلك تغيرت عماله، وظهرت الفتن كما قيل على لسان زيد بن خارجة

پس اس انگوٹھی گرنے کے بعد سے ان کے گورنروں میں تغیر آیا اور فتنہ ظاہر ہوا جیسا کہ زید بن خارجہ کی زبان پر ظاہر ہوا

لیکن یہ درست نہیں فتنہ تو سن ۳۵ ہجری ذی الحجہ میں ہوا اس سے قبل اس کے آثار نہ تھے اور زید 30 ہجری میں مرے

بہت سے علماء ان روایات کو میت کے شعور کی دلیل پر پیش کرتے ہیں کہ میت ابھی دفن بھی نہیں ہوتی کہ زندوں سے کلام کرتی ہے اگر ایسا ہے تو ایسا روز کیوں نہیں ہوتا ؟

اسی طرح کا ایک اور واقعہ دلائل النبوۃ للبیہقی میں ہے

أخبرنا أبو الحسين بن الفضل القطان ببغداد أخبرنا إسماعيل بن محمد الصفار حدثنا محمد بن على الوراق حدثنا عبد الله بن موسى حدثنا إسماعيل بن أبى خالد عن عبد الملك بن عمير عن ربعى بن حراش قال أتيت فقيل لى إن إخاک قد مات فجئت فوجدت أخى مسجى عليه ثوب فأنا عند رأسه استغفر له وأترحم عليه إذ كشف الثوب عن وجهه فقال السلام عليک فقلت وعليک فقلنا سبحان الله أبعد الموت قال بعد الموت إنى قدمت على الله عز عدكما فتلقيت بروح وريحان ورب غير غضبان وكسانى ثيابا خضرا من سندس واستبرق ووجدت الأمر أيسر مما تظنون ولا تتكلوا إنى استأذنت ربى عز وجل أن أخبركم وأبشركم فاحملونى إلى رسول الله فقد عهد إلى أن لا أبرح حتى ألقاه ثم طفى كما هو

ربعی بن حراش نے کہا میں پہنچا تو کہا گیا اپ کا بھائی مر گیا پس میں بھائی کے پاس گیا اس پر کپڑا پڑا تھا اس کے سرھانے میں نے استغفار و رحم کی دعا کی کپڑا چہرے پر سے ہٹایا تو بھائی بولا السلام علیک میں نے بھی کہا السلام علیک بلکہ سب نے کہا سبحان اللہ اپ سے موت دور ہوئی – میت نے کہا موت کے بعد مجھ کو اللہ تعالی کے پاس لے جایا گیا وہ رحمت سے ملا – غضب ناک نہ ہوا اور مجھ و ریشم و مخمل کا لباس دیا اور میں نے اس امر کو آسان پایا جیسا تم لوگ گمان کرتے ہو … میں نے اپنے رب سے اجازت لی ہے کہ تم کو جا کر اس کی خبر کروں اور بشارت دوں

(میت فرشتوں سے مخاطب ہوئی)

پس اب مجھ کو رسول اللہ کے پاس لے چلو میں نے ان کو عہد دیا ہے کہ میں عہد نہ توڑوں گا یہاں تک کہ تم لوگوں سے ملوں گا پھر وہ بجھ گئے جیسے تھے

طبقات ابن سعد میں ہے

ربعی بن حراش بن جحش بن عمرو المتوفی قریب ١٠٠ ہجری ہے

ایام جاہلیت میں تھے نہ صحابی ہیں نہ رسول اللہ کو دیکھا

مَسْعُودُ بْنُ حِرَاشٍ أَخُو رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ

ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے

ایک بھائی کا نام ربیع بن حراش بھی لیا جاتا ہے جو عجلی کے مطابق کوفی تابعی ہے

مرنے کے بعد کلام کے بہت سے قصے آج بھی سننے کو ملتے ہیں – اہل مغرب میں یہ عام ہے مثلا کوئی ایلین مخلوق کو دیکھتا ہے کوئی عیسیٰ علیہ السلام سے مل کر واپس اتا ہے کوئی بتاتا ہے کہ وہ ایک سرنگ میں سے جا رہا تھا کہ عود روح ہوا اس کو

Near death experience

کہا جاتا ہے

اگر آپ زید بن خارجہ والے واقعہ کو بظاہر قبول کر لیں اور الفاظ پر پر غور کریں تو ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی وفات نہیں ہوئی تھی نہ ہی روح جسد سے نکلی تھی بلکہ لوگوں کو اشتباہ ہوا کہ انکی وفات ہوئی ہے

بعض متکلمین کے گمراہ نظریات

بعض متکلمین نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ روح عجب الذنب میں سمٹ جاتی ہے - عود روح ہوا یا نہیں اس بحث کو چھوڑ کر انہوں نے خود ساختہ عقیدہ کو اپنانا جو قرآن کی آیات سے متصادم ہے-
متکلمین میں بھی اختلاف ہوا مثلا قاضی ابو بکر بن الطیب الباقلانی کا قول ہے- المسالِكُ فی شرح مُوَطَّأ مالك از القاضی محمد المعافری الاشبیلی المالکی (المتوفی: 543ھ) کہتے ہیں

وبهذه المسألة تعلّق القاضي أبو بكر بن الطّيّب بأنّ الرُّوح عرض، فقال: والدّليل عليه أنّه لا ينفصل عن البَدَنِ إلَّا بجُزْءٍ منه يقول به، وهذا الجزء المذكور في حديث أبي هريرة: "كُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكلُهُ الأَرْضُ، إلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ" الحديث، فدلّ بهذا أنّه ليس بمُعْدَمٍ، ولا في الوجود شيء يَفْنَى ؛ لأنّه إنّ كان فَنِيَ في حقّنا فهو في حقِّه موجودٌ مرئيٌّ معلومٌ حقيقةً، وعلى هذا الحال يقع السُّؤال في القبر والجواب، ويعرض عليه المقعد بالغَدَاةِ والعشيِّ، ويعلّق من شَجَرِ الجنّة

اور اس مسئلہ میں قاضی ابو بکر بن الطیب الباقلانی نے تعلق کیا ہے کہ روح عرض ہے پس کہا اس کی دلیل ہے کہ یہ بدن سے (مکمل) الگ نہیں ہوتی سوائے اس کے ایک جز کے جس سے یہ بولتا ہے اور یہ جز حدیث ابو ہریرہ میں مذکور ہے ہر بنی آدم کو زمین کھا جائے گی سوائے عجب الذنب کے پس یہ دلیل ہے کہ کہ روح معدوم نہیں ہے اورنہ اس کے وجود میں کوئی چیز فنا ہوئی کیونکہ .... اسی حالت پر سوال قبر اور جواب ہوتا ہے ہے صبح شام ٹھکانہ پیش ہوتا ہے اور یہ جنت کے درخت سے معلق ہے-
الکورانی نے وضاحت کی- الكوثر الجاری إلی ریاض إحادیث البخاری از إحمد بن إسماعیل بن عثمان بن محمد الکورانی المتوفی 893 ھ

وقد يقال: إنه يتعلق بالجزء الأصلي الذي بقي معه من أول العمر إلى آخره، وهو الذي يركب منه الجسم في النشاة الأولى. ومنه يركب في النشأة الأخرى. وفي رواية البخاري ومسلم: أن ذلك عجب الذنب-

اور بے شک یہ کہتے ہیں : روح ایک اصلی جز سے تعلق کرتی ہے جو باقی ہے اس کے ساتھ اول عمر سے آخر تك اور یہ وہ جز ہے جس پر جسم پہلی تخلیق سے چل رہا ہے اور اسی پر بعد میں اٹھے گا اور بخاری و

مسلم کی روایت ہے کہ بے شک یہ عجب الذنب ہے

اسی طرح مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح از ملا علی القاری (المتوفی: 1014ھ) لکھتے ہیں

وَلَا شَكَّ أَنَّ الْجُزْءَ الَّذِي يَتَعَلَّقُ بِهِ الرُّوحُ لَا يَبْلَى، لَا سِيَّمَا عَجَبُ الذَّنَبِ،

اور اس میں شک نہیں کہ ایک جز جس سے روح کا تعلق باقی رہتا ہے وہ ختم نہیں ہوتا خاص طور پر عجب الذنب سے۔

روح کے عجب الذنب سے تعلق پر راقم کہتا ہے وفات النبی کے روز کسی صحابی کو یہ باطل فلسفہ نہیں سوجھا کہ کوئی عمر رضی اللہ عنہ سے کہتا کہ اے عمر کیوں مسجد میں شور کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح تو انکی عجب الذنب میں ہی رہ گئی فرشتے خالی ہاتھ لوٹ چکے ہیں لیکن ہم تک علم آ چکا کہ جو محمد کا پجاری تھا وہ جان لے کہ محمد کو موت آ چکی اور اللہ الحیی القیوم ہے۔

سلیمان علیہ السلام کو موت آئی ان اقوال کو اگر قبول کر لیں تو ان کی روشنی میں سلیمان کی روح بھی عجب الذنب میں پھنس گئی فرشتے خالی ہاتھ لوٹ گئے -جنات لیکن صحیح عقیدہ رکھتے تھے کہ سلیمان کی روح اب جسد میں نہیں اور قرآن نے بھی انکی تائید کی کہ ہاں تم اگر غیب کو جانتے تو سمجھ لیتے کہ سلیمان وفات پا چکے- قرآن نص قطعی ہے اور حجت ہے اس کے مقابلے پر اخبار احاد کی غلط تاویل کر کے اپنے گمراہ نظریات کو تراشنا ایک غلط بات ہے۔

روح عرض ہے یا جوہر ہے ؟

دور معتزلہ میں فلاسفہ اور متکلمین ماہیت اجسام کی وضاحت کے لئے عرض یا جوہر کے الفاظ استعمال کرتے تھے - یہ اس دور کی سائنس و فلسفہ کی اصطلاحات ہیں

فلاسفہ کے تحت جوہر پانچ خصائص پر مشتمل ہوتا ہے ہیولا ، صورت ، جسم ، عقل، نفس

معتزلہ کے نزدیک اگر نفس نہ ہو تو بھی جوہر ہے مثلا حجر پتھر میں عقل ہے کہ اللہ کے خوف سے

چیخ جاتا ہے اور تسبیح رب تعالی بھی کرتا ہے اگرچہ اس میں روح یا نفس نہیں ہے
فلاسفہ کے تحت العرض وہ متحرک وجود ہے جو کسی جوہر میں آئے تو پتا چلے مثلا روح یا جن وغیرہ
–
کرامیہ نے اللہ تعالی تک کو جوہر کہا (بحوالہ المحلی از ابن حزم)- معتزلہ میں إبي الحسين الصالحہ نے کہا

الجوهر هو ما احتمل الأعراض وقد يجوز عنده أن يوجد الجوهر ولا يخلق الله فيه عرضا ، ولا يكون محلا للأعراض إلا أنه محتمل لها

جوہر وہ ہے جو عرضوں کو لے سکے - اور جائز ہے کہ جوہر ہو اور اللہ اس کے لئے عرض خلق نہ کرے – ایسا اعراض کے لئے ممکن نہیں ان کو اٹھانے والا کچھ ہوتا ہے

(بحوالہ موسوعة مصطلحات علم الکلام الإسلامی ، الدکتور سمیح دغیم اور مقالات الإسلامیین)

بعض نے کہا

إن الجوهر هو الذي يوجد قائماً بذاته

الجوہر وہ ہے جو اپنی ذات میں کھڑا ہو سکے اور عرض وہ ہے جو کھڑا نہ ہو سکے

الجوهر بأنه المتحيز الجوهر آپس میں جڑا ہوتا ہے

جوہر سے مراد وہ چیزیں ہیں جو مادہ ہوں اور آپس میں جڑ سکتی ہوں جس سے ان کی صفات کا علم ہو سکے اور عرض ایک غیر مرئی چیز ہے جو جڑی نہ ہو ایک ہو اور جوہر اس کو اٹھاتا ہو- اس تعریف کے تحت جسم ایک جوہر ہے اور روح عرض بنتی ہے کہ جسم روح کو اٹھاتا ہے

کتاب الروح میں ابن قیم نے اسی فلسفہ کو بھیلایا کہ روح عرض ہے - اس کی دلیل میں ضعیف روایات سے استنباط کیا گیا- ابن قیم کتاب الروح میں لکھتے ہیں

قَالَ شَيخنَا وَلَيْسَ هَذَا مثلا مطابقا فَإِن نفس الشَّمْس لَا تنزل من السَّمَاء والشعاع الَّذِي على الأَرْض لَيْسَ هُوَ الشَّمْس وَلَا صفتهَا بل هُوَ عرض حصل بِسَبَب الشَّمْس والجرم الْمُقَابل لَهَا وَالروح نَفسهَا تصعد

ہمارے شیخ (ابن تیمیہ) کہتے ہیں روح کی مطابقت سورج کی طرح ہے کہ اس کی شعاع جو زمین پر

رہی ہے وہ خود سورج نہیں ہے نہ اسی کی صفت ہے بلکہ روح عرض ہے .... اور روح خود چڑھتی ہے

قرآن میں ہے کہ روح خود ایک عالم سے دوسرے عالم میں نہیں جاتیں بلکہ اس کو فرشتے قبض کرتے ہیں وہ اس کو منتقل کرتے ہیں -

کتاب الروح میں ابن قیم اعتراف کرتے ہیں کہ روح کو عرض کہنا متکمین کا قول ہے

عرض من أَعْرَاض الْبدن وَهُوَ الْحَيَاة وَهَذَا قول ابْن الباقلانى وَمن تبعه وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو الْهُذيْل العلاف النَّفس عرض من الْأَعْرَاض

روح عرضوں میں سے ایک عرض ہے -یہ قول ابن الباقلانی اور ان کی اتباع کرنے والوں کا ہے اور ایسا ہی ابو الهذیل العلاف المتوفی ۲۳۵ ھ (امام المعتزلہ) کا کہنا ہے

یعنی روح کو عرض کہنا سب سے پہلے معتزلہ نے شروع کیا -ایک دفعہ روح کو عرض مان لیا گیا تو پھر اس کو ایک جسم بھی کہا جانے لگا

ابن إبي العز کتاب شرح العقيدة الطحاوية میں روح کے لئے کہتے ہیں

إِنَّ النَّفْسَ عَرَضٌ مِنْ أَعْرَاضِ الْبَدَنِ، كَحَيَاتِهِ وَإِدْرَاكِهِ! وَقَوْلُهُمْ مُخَالِفٌ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

نفس بدن کے عرضوں میں سے ایک عرض ہے اسی حیات و ادراک جیسا ! یہ قول کتاب و سنت کے مخالف ہے

حافظ بن إحمد بن علی الحکمی (المتوفی : 1377ھ) کتاب معارج القبول بشرح سلم الوصول إلى علم الأصول میں لکھتے ہیں

أَنَّ مَذْهَبَ الْجَهْمِ فِي الرُّوحِ هُوَ مَذْهَبُ الْفَلَاسِفَةِ الْحَائِرِينَ, أَنَّ الرُّوحَ لَيْسَتْ شَيْئًا يَقُومُ بِنَفْسِهِ بَلْ عَرَضٌ وَالْعَرَضُ فِي اصْطِلَاحِهِمْ هُوَ مَا لَا يَسْتَقِلُّ وَلَا يَسْتَقِرُّ, فَمَنْزِلَةُ الرُّوحِ عِنْدَهُمْ مِنَ الْجَسَدِ

جھم کا مذهب روح میں پریشان خیال فَلَاسِفَةِ کا ہے کہ روح اپنے آپ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ عرض ہے اور عرض ان کی اصطلاح میں وہ جسم ہے جو غیر مستقل ہو اور ٹھرا نہ رہے پس روح کا مقام ان کے نزدیک جسد جیسا ہے

روح کو عرض کیوں کہا؟ اس کا جواب السفاريني الحنبلي (المتوفى: 1188ھ) کتاب لوامع الأنوار البهية میں کہتے ہیں

قَالَ الرُّوحُ عَرَضٌ كَسَائِرِ أَعْرَاضِ الْجِسْمِ، وَهَؤُلَاءِ عِنْدَهُمْ أَنَّ الْجِسْمَ إِذَا مَاتَ عُدِمَتْ رُوحُهُ فَلَا تُعَذَّبُ وَلَا تُنَعَّمُ وَإِنَّمَا يُعَذَّبُ وَيُنَعَّمُ الْجَسَدُ إِذَا شَاءَ اللَّهُ تَعْذِيبَهُ وَتَنْعِيمَهُ رَدَّ إِلَيْهِ الْحَيَاةَ فِي وَقْتٍ يُرِيدُ تَنْعِيمَهُ وَتَعْذِيبَهُ

کہا روح دوسرے جسموں کی طرح عرض ہے اور ان سب کے نزدیک جسم اگر مر جائے روح معدوم ہوتی ہے پس اس کو عذاب نہیں ہوتا نہ نعمت ملتی ہے بلکہ یہ سب جسد کو ہوتا ہے جب اللہ چاہتا ہے اس کو عذاب اور نعمت دیتا ہے اس کو زندگی لوٹا دیتا ہے جب اس کو عذاب و نعمت ہوتی ہے

اس بحث میں کہ روح عرض ہے یا نہیں میں روح ایک عرض ہے کا فلسفہ ابن تیمیہ اور ابن قیم اور السفاريني الحنبلی نے قبول کر لیا جو آج تک چلا آ رہا ہے

حواشی

حواشی ۱

راقم کی اس تحریر پر ایک معترض نے کہا کہ زمین اللہ تعالی کا حکم مانتی ہے – اس کے پتھر خوف الہی سے گر جاتے ہیں یعنی مٹی میں شعور ہے اور معلوم ہوا کہ مٹی کو عذاب محسوس ہوتا ہے – معترض کا مدعا تھا کہ جسد انسانی خاک ہو کر بھی عذاب پاتا ہے

راقم نے جوابا کہا کہ ہاں یہ اللہ نے خبر دی ہے کہ مٹی کو شعور ہے اور تمام عالم اس کو سجدہ کرتا ہے یہاں تک کہ کافر کے جسم کا سایہ بھی اللہ کو سجدہ کر رہا ہے لیکن کافر یہ نہیں کر رہا – اس طرح تمام عالم اللہ کا مطیع ہوا لیکن یہ قرآن و حدیث میں نہیں ہے کہ اس زمین کو اللہ کا عذاب محسوس ہوتا ہے ، جب اللہ کافر پر عذاب نازل کرے یا اس زمین کی کوکھ کو لاوا سے بھر کر وہ زمین کو عذاب نہیں دے رہا بلکہ زمین میں اس نے خاصیت رکھی ہے کہ وہ اس درجہ حدت کو برداشت کرتی ہے اس کو عذاب نہیں کہتی

معلوم ہوا کہ زمین اور اس کی مٹی، اس کے پتھر اللہ کے وجود کا شعور رکھتے ہیں لیکن عذاب محسوس نہیں کرتے

اسی طرح درخت ہیں یہ حدیث میں ہے کہ رو سکتا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس خطبہ نہ دیا یعنی درخت بھی شعور رکھتے ہیں – لیکن ہم کو معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کاٹنے کا حکم دیا

مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ

(مومنو) کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا ان کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا سو خدا کے حکم سے تھا اور مقصود یہ تھا کہ وہ نافرمانوں کو رسوا کرے

اگر درخت عذاب کو محسوس کرتے تو رسول رحمہ للعالمین ان کو کاٹنے کا حکم نہ کرتے

اسی بنا پر نووی کا قول ہے کہ بلا روح عذاب ممکن نہیں اور انور شاہ کاشمیری کا قول ہے کہ عذاب جمادات کو نہیں ہوتا

حواشی ۲

نوٹ صحیح بخاری کی ایک شاذ روایت میں ذکر ہے کہ رحم مادر میں ٤ ماہ بعد روح اتی ہے جو صحیح مسلم کی صحیح روایت سے متصادم ہے – یہ روایت ابن مسعود سے منسوب ہے جس کے مطابق ۱۲۰ دن بعد یعنی ٤ ماہ بعد روح اتی ہے

حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، قَالَ: " إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَأَجَلَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ "

تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں مکمل کی جاتی ہے۔ چالیس دن تک نطفہ رہتاہے پھراتنے ہی وقت تک منجمد خون کا لوتھڑارہتا ہے پھر اتنے ہی روز تک گوشت کا لوتھڑا رہتاہے اس کے بعد اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے کہ اس کا عمل اس کا رزق اوراس کی عمر لکھ دے اوریہ بھی لکھ دے کہ بدبخت ہے یا نیک بخت ،اس کے بعد اس میں روح پھونک دی جاتی ہے .... (صحیح بخاری باب بدء الخلق ۔صحیح مسلم باب القدر)

اس روایت کو اگرچہ امام بخاری و مسلم نے صحیح کہا ہے لیکن اس کی سند میں زید بن وهب کا تفرد ہے اور امام الفسوی کے مطابق اس کی روایات میں خلل ہے

طحاوی نے مشکل الاثار میں اس روایت پر بحث کی ہے اور پھر کہا

وَقَدْ وَجَدْنَا هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رِوَايَةِ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ , عَنِ الْأَعْمَشِ , بِمَا يَدُلُّ أَنَّ هَذَا الْكَلَامَ مِنْ كَلَامِ ابْنِ مَسْعُودٍ , لَا مِنْ كَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور ہم کو ملا ہے جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ , عَنِ الْأَعْمَشِ , سے کہ یہ کلام ابن مسعود ہے نہ کہ کلام نبوی

لیکن طحاوی نے کہا یہ بات ابن مسعود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہو گی
راقم کہتا ہے اس کی جو سند صحیح کہی گئی ہے اس میں زید کا تفرد ہے جو مضبوط نہیں ہے

حواشی ۳

مفسر أبو إسحاق أحمد بن إبراهيم الثعلبي (المتوفى: 427 هـ) لکھتے ہیں

قال مفسرون: إن أرواح الأحياء والأموات تلتقي في المنام فيتعارف ما شاء الله منها فإذا أراد جميعها الرجوع إلى أجسادها أمسك الله أرواح الأموات عنده وحبسها، وأرسل أرواح الأحياء حتى ترجع إلى أجسادها

مفسرین کہتے ہیں زندوں اور مردوں کی روحیں نیند میں آپس میں ملاقات کرتی ہیں پس اس میں پہچان جاتی ہیں جو اللہ چاہے پس جب ان کو لوٹا نے ان کے جسموں میں اللہ ارادہ کرتا ہے تو مردوں کی روحوں کو روک لیتا ہے اور قید کر دیتا ہے اور زندہ کی ارواح کو ان کے اجساد میں لوٹا دیتا ہے

راقم کہتا ہے اس تفسیر کی وجوہات وہ روایات ہیں جن میں مردوں اور زندہ کی روحوں کے ملاقات کے قصے ہیں جو تمام ضعیف اسناد سے ہیں -تفصیل راقم کی کتاب الرویا میں ہے جو اس ویب سائٹ پر موجود ہے – ڈاکٹر عثمانی کے مخالف غیر مقلد عالم عبد الرحمان کیلانی نے کتاب روح عذاب قبر اور سماع الموتی میں انہی روایت منکرہ و ضعیفہ کے تحت بیان کیا ہے کہ انسانی جسم میں دو روحیں یا نفس ہیں – ایک موت پر نکلتا ہے اور ایک نیند میں نکلتا ہے – یعنی ان علماء کے نزدیک قبض کا مطلب اخراج روح ہے جبکہ عربی میں قبض کا مطلب اخراج نہیں ہے اور نہ ہی آیات قرانی میں نیند میں اخراج روح کا ذکر ہے – قرآن میں قبض روح کا ذکر ہے کہ روح کو پکڑ لیا جاتا ہے – یہاں ہم کو معلوم ہے کہ روح کو نیند میں پکڑنے کے بعد بھی انسان خواب دیکھتا ہے – انسان کی بے ہوشی بھی گہری نیند ہے جس میں ڈاکٹر اس کا جسم کاٹ بھی دیتا ہے تو انسان کو احساس نہیں ہوتا – بسا اوقات انسان نیند میں ہوتا ہے لیکن اس کی نیند کچی ہوتی ہے اس کو اس پاس جو ایا یا بات ہو اس کی آواز بھی آ جاتی ہے – یہ سب ہمارے مشاہدہ میں ہے جس کا انکار کوئی نہیں کر سکتا

حواشی ٤

قرآن میں تین صور کا ذکر ہے- عربی میں صور کا مطلب بگل ہے ، جس میں پھونک ماری جاتی ہے – ماضی میں جنگوں میں اس کو استعمال کیا جاتا تھا اور یہودی اس کو شوفر کہتے ہیں اس کو اذان قرار دیتے ہیں - قرآن میں ہے نفخ فی الصور یعنی بگل میں پھونکا جائے گا – اس طرح صور عظیم ارتعاش

Vibration

ہوں گے

سائنس کے مطابق خلا مکمل مادہ سے خالی نہیں ہے - ارتعاش اسی صورت آگے جائے گا اگر مادہ ہو – معلوم ہوتا ہے صور کی گونج تمام مادہ کے مالیکیولز میں شدید حرکت پیدا کرے جس سے خلا میں گیس میں ٹکراو پیدا ہو اور اس کو سائنس میں

Perturbation

Excitation

کہا جاتا ہے - اس صورت میں ارتعاش تمام کائنات میں پھیل سکتا ہے -

سوره النمل میں ہے

وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ

اور جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں اور زمین میں ہیں ان پر گھبراہٹ طاری ہو گی سوائے وہ جن کو اللہ (اطمینان میں) رکھے

پہلے صور پر تمام کائنات میں خوف و دہشت طاری ہو گی - سات آسمان لرز جائیں گے - وہ جو جنت میں ان کو اور وہ جو جہنم میں ہیں ان سب تک بھی یہ ارتعاش جائے گا - سب کو معلوم ہو گا کہ پہلا صور پھونکا گیا ہے - ان میں بچنے والے اغلبا عرش کے فرشتے ہیں اور اسرافیل علیہ السلام ہیں یا اغلبا مقرب بارگاہ الہی صالحین و انبیاء بھی مراد ہیں - سوره الزمر میں ہے

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ إِلا مَنْ شَاءَ اللَّهُ

جب صور میں پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں اور زمین میں ہیں بے ہوش ہو جائیں گے سوائے وہ جن کو اللہ (بے ہوش نہ) کرنا چاہے

دوسرے صور پر تمام انسان و جن مر جائیں گے (یعنی روحیں اللہ کی طرف سے براہ راست قبض ہو جائیں گی کن فیکون ہو گا) - راقم سمجھتا ہے کہ یہ آیت دوسرے صور سے متعلق ہے لیکن فرشتوں سے متعلق بھی ہے – فرشتے جو زمین و آسمان میں ہیں وہ بے ہوش ہو جائیں گے سوائے وہ جن کو اللہ اس سے بچائے گا - اس وقت تمام انسان ، جنات حالت موت میں ہوں گے اور برزخی جسم جو جہنم و جنت میں ہیں وہ اور فرشتے حالت بے ہوشی میں جائیں گے- اس میں کچھ بے ہوش نہ ہوں گے جن اغلبا اسرافیل شامل ہوں گے اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے

اب وہ سب ہو گا جو قرآن میں ہمیں بتایا گے ہے - تمام زمین بدل دی جائے گی – زمین پر زلزلہ ہو گا اور یہ بری طرح ھلے گی (سورہ الزلزال) - اس کے پہاڑ چلنے لگ جائیں گے – قبریں کھل جائیں گی اور پہاڑ چلنے سے تمام ہڈیاں و موجود اجسام ملیا میٹ کر دیے جائیں گے چاہے کسی کے بھی ہوں ، صرف عجب الذنب رہے گی جو ایک بیج کی طرح باقی رہ جائے گی – پھر زلزلہ کی دوسری لہر زمین پر آئے گی جس سے تمام پہاڑ آسمانوں میں دھول کی طرح اڑنے لگیں گے (سورہ طه و الحاقه) - سمندر بھڑک جائیں گے (سورہ التکویر)- زمین بیضوی نہ رہے گی، نہ اس پر پانی رہے گا ، یہ بغیر پہاڑ و ٹیلا کے ایک چپٹی تہہ کر دی جائے گی (حدیث نبوی)–

وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

چاند ، سورج میں جا کر گرے گا (سورہ القیامه) اور سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی (سورہ التکویر)– یعنی زمین گھپ اندھیرے میں جائے گی -

حدیث رسول کے مطابق دو صور کے درمیان چالیس کا وقفه ہو گا - ان کی مدت کا علم اللہ تعالی کو ہے - اس دوران زمین پر آسمان سے بارش ہو گی اور قرآن سورہ ق کے مطابق انسان کا جسم ایک پودے کی طرف زمین سے اگنے لگے گا –

تیسرے صور پر سب واپس زندہ ہوں گے یا حالت بے ہوشی سے نکلیں گے – انسان و جنات محشر میں زندہ ہوں گے اور فرشتے بے ہوشی سے نکلیں گے

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ (سوره الزمر ٦٨)

پھر دوبارہ صور میں پھونکا جائے گا تو تم کھڑے دیکھ رہے ہو گے

تمام انبیاء بشمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و موسی علیہ السلام کا جسم زمین پر کھڑی ہوئی حالت میں ہو گا یعنی قومہ والی اور سب کی ارواح ایک ساتھ واپس ان کے جسموں سے جوڑی جائیں گی - انسانی جسم کا قد و طول بدل چکا ہو گا – انسانی آنکھ بھی دنیا جیسی نہ ہو گی بلکہ یہ جنات و فرشتوں کو دیکھنے لگی گی یہاں تک اہل سنت کے مطابق مومن اپنے رب تک کو دیکھیں گے (شیعہ اس کا انکار کرتے ہیں)

زمین و آسمان پر فرشتے موجود ہوں گے جن کي آواز رعب والی ہو گی اور انسانوں کی صف بندی کرا دی جائے گی - آسمان بھی نیلا نہ وہ گا بلکہ اس میں صرف دروازے نظر آ رہے ہوں گے (وفتحت السماء فكانت أبوابا سوره التكوير) - پھر اللہ تعالی اس زمین پر اپنے عرش پر مستوی آئے گا اور اس کے ساتھ فرشتے صف در صف آئیں گے جیسے ایک بادشاہ آتا ہے اور درباری کھڑے ہوتے ہیں

وجاء ربك والملك صفا صفا (سوره الفجر)

أور تمہارا رب آئے گا اور فرشتے صف در صف

اور اس وقت وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو گی (سوره الزمر)

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (سوره الزمر)

اور تم فرشتوں کو عرش کے گرد دیکھو گے اپنے رب کی تسبیح کر رہے ہوں گے

(نوٹ : وہ روایت جس میں ذکر ہے کہ قبر سے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئیں گے اور وہ دیکھیں گے کہ موسی علیہ السلام عرش عظیم پر لٹک رہے ہیں منکر ہے خلاف قرآن ہے – تفصیلی کلام راقم کی کتاب " اپنے دین میں غلو مت کرو" میں ہے)

حواشی ۵

صحیح بخاری ۲۰۷۷ بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُوسِرًا میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، أَنَّ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ حُذَيْفَةَ [ص:58] رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حَدَّثَهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " تَلَقَّتِ المَلاَئِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ

قَبْلَكُمْ، قَالُوا: أَعَمِلْتَ مِنَ الخَيْرِ شَيْئًا؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا وَيَتَجَاوَزُوا عَنِ المُوسِرِ، قَالَ: قَالَ: فَتَجَاوَزُوا عَنْهُ "، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ: «كُنْتُ أُيَسِّرُ عَلَى المُوسِرِ، وَأُنْظِرُ المُعْسِرَ»، وَتَابَعَهُ شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ المَلِكِ، عَنْ رِبْعِيٍّ، وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ: عَنْ عَبْدِ المَلِكِ، عَنْ رِبْعِيٍّ: «أُنْظِرُ المُوسِرَ، وَأَتَجَاوَزُ عَنِ المُعْسِرِ»، وَقَالَ نُعَيْمُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ: «فَأَقْبَلُ مِنَ المُوسِرِ، وَأَتَجَاوَزُ عَنِ المُعْسِرِ»

صحیح مسلم ۳۹۹۳ میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، أَنَّ حُذَيْفَةَ، حَدَّثَهُمْ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَقَالُوا: أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا؟ قَالَ: لَا، قَالُوا: تَذَكَّرْ، قَالَ: كُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَآمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ، وَيَتَجَوَّزُوا عَنِ الْمُوسِرِ، قَالَ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: تَجَوَّزُوا عَنْهُ

منصور نے ہمیں ربعی بن حراش سے حدیث بیان کی کہ حذیفه (بن یمان رضی اللہ عنہما) نے انہیں حدیث بیان کی ، انہوں نے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کی روح سے فرشتوں نے ملاقات کی تو انہوں نے پوچھا : کیا تو نے کوئی نیکی کی ہے؟ اس نے کہا : نہیں ، انہوں نے کہا : یاد کر ، اس نے کہا : میں (دنیا میں) لوگوں کے ساتھ قرض کا معاملہ کرتا تو اپنے خادموں کو حکم دیتا تھا کہ وہ تنگدست کو مہلت دیں اور خوشحال سے نرمی برتیں ۔ (انہوں نے) کہا : اللہ عزوجل نے فرمایا ہے : (تم بھی) اس کے ساتھ نرمی کا سلوک کرو ۔

صحیح مسلم میں ہے کہ صحابی ابو مسعود نے بھی تائید کی کہ انہوں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا

قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: هَكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

سنن الدارمی میں بھی یہ روایت ہے محقق حسين سليم أسد الداراني کا قول ہے اسنادہ صحیح

ملاقات کہاں کب ہوئی واضح نہیں ہے- اس حدیث کی شرح میں اقوال ہیں

تلقت الملائكة) استقبلت (روح رجل ممن كان قبلكم) عند الموت

قسطلانی نے کہا یہ موت کے وقت ملاقات ہوئی

عینی نے عمدہ القاری میں کہا

قَوْله: (تلقت) أَي: اسْتقْبل روح رجل عِنْد الْمَوْت   یہ موت پر ہوا

الكوراني نے کہا روح کا استقبال ہوا مرنے کے بعد روح ، جسم سے الگ ہونے پر

أي: استقبلت بأمر الله بعد فراقه من الجسد

الدکتور موسی شاهين لاشين نے المنهل الحديث في شرح الحديث میں لکھا

(تلقت الملائكة روح رجل) أي استقبلتها، و"ال" في "الملائكة" للعهد، والمراد بهم ملائكة قبض الروح

شارحین کے نزدیک یہ قبض روح کے فرشتے تھے- اب یہ بات صحیح ہے تو معلوم ہوا کہ موت کے وقت ہی سوال جواب ہو گئے البتہ راقم کہتا ہے کہ اگر یہ کوئی عام گناہ گار مومن تھا تو یہ عالم بالا میں برزخ کا معاملہ ہے کیونکہ سوال سب سے پہلے عقائد پر ہوتے ہیں، عمل پر نہیں- عمل پر سوال تبھی ہو گا جب عقائد درست ہوں اور آدمی کو جنت کی خبر دی جائے-

دوسرا زاویہ ہے کہ اگر یہ مضبوط عقیدہ پر قائم مومن تھا تو قرآن سورہ فصلت میں ذکر ہے

أَنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ

جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اس پر جمے رہے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں، خوف نہ کرو ،غم نہ کرو اور جنت کی بشارت دتے ہیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا

یعنی کوئی سوال و جواب نہ ہوا ڈائریکٹ جنت کی بشارت مل گئی- یہ بھی قرآن میں ہے-

اس حدیث کے متن کے تحت یہ شخص یہ کہتا ہے اس نے کوئی نیکی نہیں کی سوائے اس ایک نیکی کے جس کا اس نے ذکر کیا ، پھر بھی جنت میں ڈائریکٹ آیا -

حواشی ٦

حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد اس کا جنت و جہنم میں اخروی مقام دکھایا جاتا ہے - اب اگر جنت و جہنم ہی برزخ ہیں اور روح وہاں درخت پر ہے یا ال فرعون کی طرف النار پر پیش ہوتی ہے تو اشکال یہ ہے کہ وہ اپنا مقام دیکھ رہی ہے – راقم کہتا ہے یہ اخروی مقام نہیں ہے ، روح کا برزخ میں آنا وقتی چیز ہے – حشر کے بعد جو مقام ہو گا وہ اخروی ہو گا